عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۳۰
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

قادیانی بلیو پرنٹ اسکینڈل

لاہور کے مشہور بلیو پرنٹ اسکینڈل کا اہم کردار قادیانی ہے۔ (۲) وہ لندن جاکر مرزا طاہر سے ملاقات کرکے ۶۲ کے قریب مسلمان لڑکیوں کی بلیو پرنٹ کیسٹیں پہنچا چکا ہے تاکہ ان کیسٹوں کا سہارا لیکر قادیانی پاکستان اور مسلمانانِ پاکستان کو بدنام کریں (۳) یاد رہے کہ پیر صلاح الدین نامی قادیانی خاندان کا ایک فرد ایسے گھناؤنے کاروبار میں ملوث رہا جس کا منہ کالا کیا گیا اور وہ گرفتار بھی ہوا۔
(اسکینڈل کی تفصیلات اندر کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)

تاجدارِ ختمِ نبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ملحمۂ کبریٰ العظمیٰ جنگِ عظیم کی پیشگوئی

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

اسلامی اخوت اور اسلامی فطرت کا باہمی اتحاد

میں قادیانیت چھوڑ کر دلی سکون محسوس کر رہا ہوں

سابق قادیانی لائبریرین رحمت اللہ شاہ کے تاثرات

حکومتِ پاکستان سامراجی انعام یافتہ قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کی سرگرمیوں پر نظر رکھے

حاصلِ مطالعہ

جواہر پارے

از: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ جنت کی ایک اونٹنی پر سوار ہو کر میدانِ حشر میں اذان پڑھیں گے۔ تو وہ جب اشہد ان محمد رسول اللہ پکاریں گے تو سارے انبیاء اور ان کی امتیں کہیں گی کہ ہم بھی اس کی شہادت دیتے ہیں۔

(ص ۲۱، ملفوظات امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ)

فتنوں اور زلزلوں کی کثرت

ترمذی شریف باب اشراط الساعۃ (علامات قیامت) میں پندرہ معاصی کا ذکر آیا ہے کہ جب میری امت ان کا ارتکاب کرے گی تو اس پر طرح طرح کی بلاؤں کا نزول ہوگا۔

۱۔ مالِ غنیمت کو حلال سمجھا جائے گا۔
۲۔ امانت میں خیانت کی جائے۔
۳۔ زکوٰۃ کو ٹیکس اور بوجھ سمجھا جائے گا۔
۴۔ مرد بیویوں کی اطاعت کریں۔
۵۔ اپنی ماؤں کی نافرمانی کریں۔
۶۔ دوستوں سے تعلق بڑھائیں۔
۷۔ باپ سے تعلق گھٹائیں۔
۸۔ مساجد میں شور و شغب کیا جائے۔
۹۔ فاسق و فاجر لوگ قوم کے سردار ہوں۔
۱۰۔ ان کے شر سے بچنے کے لئے ان کی عزت کی جائے۔
۱۱۔ شراب پینے والوں کی کثرت ہو جائے۔
۱۲۔ مرد ریشمی کپڑے پہننے لگیں۔
۱۳۔ باجوں اور گانوں کا رواج زیادہ ہو جائے۔
۱۴۔ پچھلے بزرگوں کی تحقیر و تذلیل کی جائے۔
۱۵۔ دوسری حدیث میں ہے کہ علمِ دین کو دنیا کے لئے حاصل کیا جائے۔

جب ایسے حالات رونما ہو جائیں تو سرخ ہوا (جس کی وجہ سے بلائیں اور بیماریاں پیدا ہوں گی) اور زلزلے وغیرہ پے در پے آئیں گے تاکہ لوگ ان معاصی اور برائیوں سے بچیں اور بارگاہِ الٰہی میں توبہ و انابت کے لئے متوجہ ہوں)

حجۃ الوداع میں صحابہ کرام کی تعداد

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروایت ستر ہزار اور بروایت ابی زرعہ (امام حدیث) ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ شریک ہوئے تھے اور جس قدر مسلمان ہو چکے تھے سب ہی شریک ہوئے۔

(ملفوظات علامہ کشمیریؒ ص ۲۶۳)

مقدمہ بہاولپور میں قادیانی وکیل نے کہا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہمارا دین متواتر ہے اور تواتر کے اقسام میں سے کسی ایک قسم کا منکر بھی کافر ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ امام رازی پر بھی کفر کا فتویٰ لگائیں کیونکہ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں علامہ بحر العلومؒ نے لکھا ہے کہ امام رازی نے تواتر معنوی کا انکار کیا ہے۔ ہمارے پاس اتفاق سے وہ کتاب نہ تھی حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا جج صاحب لکھئے کہ میں نے ۲۰ سال ہوئے یہ کتاب دیکھی تھی ہمارے پاس اب یہ کتاب نہیں ہے امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث لا تجتمع امتی علی ضلالۃ یہ حدیث تواتر معنوی کے رتبے کو نہیں پہنچی اس حدیث کے متواتر معنوی ہونے کا انکار فرمایا ہے۔ کہ تواتر معنوی کے حجت ہونے کے منکر ہیں۔

نیز حضرت نے جج سے فرمایا کہ ان صاحب نے حوالہ پیش کرنے میں دھوکے سے کام لیا۔ ان کو کہو عبارت پڑھے ورنہ میں کتاب لے کر عبارت پڑھتا ہوں۔ چنانچہ قادیانی وکیل نے بعینہ وہی عبارت پڑھی جو حضرت شاہ صاحبؒ نے پڑھی تھی۔ جج خوشی سے اچھل پڑا۔ حضرت اقدس خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ (مرشد حضرت لاہوریؒ) کا چہرہ مبارک خوشی سے کھل گیا۔

(ملفوظات حضرت کشمیریؒ ص ۲۹۴/۲۹۵)

نیز حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ فرمایا کہ جج صاحب یہ صاحب ہمیں متہم کرنا چاہتے ہیں۔ میں چونکہ طالب علم ہوں۔ دو چار کتابیں دیکھ رکھی ہیں۔ انشاءاللہ متہم ہونے کا نہیں۔ ایضاً ص ۲۹۵

ایک مرتبہ علامہ کشمیریؒ کشمیر کو تشریف لے جا رہے تھے بس کی انتظار میں سیالکوٹ کے اڈے پر تشریف فرما تھے۔ ایک پادری آیا اور کہنے لگا کہ آپ کے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مسلمانوں کے بڑے عالم ہیں۔

فرمایا نہیں! میں ایک طالب علم ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ کو اسلام کے متعلق علم ہے۔ فرمایا کچھ کچھ۔ پھر ان کی صلیب کے متعلق فرمایا کہ تم غلط سمجھے ہو اس کی یہ شکل نہیں ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر چالیس دلائل دس قرآن پاک سے۔ دس تورات۔ دس انجیل۔ دس عقلی بیان فرمائے۔ وہ پادری آپ کی تقریر سن کر کہنے لگا کہ اگر مجھے تنخواہ کا لالچ نہ ہوتا تو آپ کی تقریر میں آپ کے علوم میں اس قدر استحضار دیکھ کر مسلمان ہو جاتا۔ نیز مجھے بہت سی باتیں اپنے مذہب سے متعلق آپ سے معلوم ہوئیں۔ فرمایا جب آپ کو حق معلوم کر کے بھی توفیق نہ ہوئی کہ ایمان لے آتے۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کے اس ایمان کی کوئی قدر و قیمت نہیں محض تنخواہ کا لالچ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

پادری شرمندہ ہو کر چلا گیا۔ ملفوظات محدث کشمیریؒ ص ۲۹۸/۲۹۹

مدینہ طیبہ کے سات فقہا

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں فقہاء سبعہ مدینہ جن کے نام مبارک یہ ہیں

الا کل لا یقتدی بائمۃ۔ فقسمتھم ضیزی عن الحق خارجۃ۔ فخذھم عبیداللہ عروۃ قاسم۔ سعید ابوبکر سلیمان خارجۃ

پس وہ عبیداللہ ابن مسعود، عروۃ، قاسم ابن محمد ابن ابی بکر الصدیقؓ، سعید ابن المسیب، ابوبکر ابن عبدالرحمٰن، سلیمان ابن یسار مدنی مولیٰ میمونہؓ، خارجہ ابن زید ابن ثابت الانصاری۔

اگر کوئی ان کے اسماء گرامی کا نقش لکھ کر چھت سے تعویذ باندھ دے تو چھت کی لکڑی کو کیڑا نہیں لگتا۔

(ملفوظات محدث کشمیریؒ ص ۲۳۱)

بہاولپور سے چلتے وقت شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ اور مولانا محمد صادقؒ سے فرمایا جب مقدمہ کا فیصلہ ہمارے حق میں ہو جائے تو ہماری قبر پر آ کر آواز دے دینا۔ مولانا محمد انوریؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ بات معمول بنا لی جب آپ کا وصال ہو گیا تو

باقی صفحہ پر

ہفت روزہ

ختم نبوت

انٹرنیشنل

۱۱ تا ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۱ھ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۰ تا ۳ جنوری ۱۹۹۱ء | جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر ۳۰

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ حاصل مطالعہ ـــــ ۲
۲۔ عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم (نظم) ـــــ ۴
۳۔ قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کی سرگرمیاں (اداریہ) ـــــ ۵
۴۔ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ ۸
۵۔ اسلامی اخوت اور باہمی اتحاد ـــــ ۹
۶۔ حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ ـــــ ۱۱
۷۔ جنگ عظیم کی پیشگوئی ـــــ ۱۲
۸۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ـــــ ۱۳
۹۔ قادیانی بلو پرنٹ اسکینڈل ـــــ ۱۴
۱۰۔ میں نے مرزائیت کیوں چھوڑی ـــــ ۱۸
۱۱۔ مرزائی وساوس اور ان کا جواب ـــــ ۱۹
۱۲۔ اخبار ختم نبوت ـــــ ۲۲
۱۳۔ بزم ختم نبوت ـــــ ۲۳
۱۴۔ جہیز ایک رسم ـــــ ۲۴
۱۵۔ کسی قیمت پہ ایمان کا سودا نہ کرو (نظم) ـــــ ۲۶

پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ ... کراچی

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

سرکولیشن منیجر

محمد انور

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر ۷۱۱۶۷

LONDON OFFICE:
35 STOCK WELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۴۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر

چیک یا ڈرافٹ بنام "ہفت روزہ ختم نبوت"
الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

عظمتِ صحابہؓ

حضرت سید سرور میواتی مدظلہ، لاہور

صحابہؓ سے جسے اُلفت نہیں ہے
نہایت ہی ذلیل و کمتریں ہے

صحابہؓ قلعۂ دیں کے ستوں ہیں
صحابہؓ کی محبت جُزوِ دیں ہے

فضائے دیں صحابہؓ کی بدولت
معطّر مُشک بار و عنبریں ہے

صحابہؓ کو بنایا جس نے رہبر
مقام اُس شخص کا خلدِ بریں ہے

رہِ دیں پر چلے ہیں سب صحابہؓ
ہدایت سے ہٹا کوئی نہیں ہے

اِنہوں نے باغِ دیں خُوں دے کے سینچا
اُولُوالعزمی پہ اِن کی آفریں ہے

صحابہؓ کو جگہ دینا دِلوں میں
مسلمانوں کا فرضِ اوّلیں ہے

خُدا کا شکر ہے دِل میں ہمارے
صحابہؓ کی محبت جاگزیں ہے

رگ و پے میں ہے ساری عشق اُن کا
اُنہی سے صورت ایماں حسیں ہے

ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ کا
مقام اُمّت میں سب سے برتریں ہے

تبرّائی کو کیا سمجھا ہے تم نے
تبرّائی تو مارِ آستیں ہے

کرو اُن سے کنارا زندگی بھر
کہ اُن کا یار شیطانِ لعیں ہے

بہت مہلک ہے مارِ قادیانی
ڈسے کا اِس کے درماں ہی نہیں ہے

بچو ہر گام پر صحبت سے اُن کی
اگر محبوب ایمان و یقیں ہے

ہیں جتنے بھی سبائی، قادیانی
مسلماں اُن میں کوئی بھی نہیں ہے

حضورؐ پاک کی اُمّت میں سرورؔ
بڑا ابوبکرؓ سے کوئی نہیں ہے

سامراجی انعام یافتہ قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کی سرگرمیاں ۔ حکومت توجہ کرے

ہمارے محب مکرم جناب مولانا عبدالمنان صاحب مقیم مکہ مکرمہ نے حج کے موقع پر ہمیں ایک انگریزی چٹھی کی فوٹو کاپی عنایت کی جو پاکستان سوسائٹی برائے فروغ تعلیم سائنس وٹیکنالوجی کی طرف سے ہے اس سوسائٹی کا ایک دفتر لندن میں ایک چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں ہے۔ مشہور مرزائی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام اس سوسائٹی کا صدر ہے اور اس کا نائب صدر ایک انگریز سرچارلز پورٹر ہے جو لندن کی رائل سوسائٹی کا صدر بھی ہے۔ سیکرٹری محمد نعیم اللہ انجینئر ہے جس کے متعلق یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ مسلمان ہے یا مرزائی۔ چٹھی پر اسی محمد نعیم اللہ کے دستخط ہیں۔ چٹھی کے مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ چٹھی پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں میں بھیجی گئی ہے اس میں اندرون ملک آبی راستوں کے ذریعہ جہاز رانی اور ونڈ ملز کے متعلق تجاویز ہیں۔ ان دونوں مسئلوں پر ذہین طلبا کو پی ایچ ڈی کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اپنے لندن کے پتے پر جواب لکھنے کی فرمائش کی ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام کے متعلق سب لوگ جانتے ہیں کہ یہ کٹر مرزائی ہے۔ ۱۹۷۴ء میں جب پاکستان کی قومی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا تو یہ پاکستان کو چھوڑ کر انگلستان چلا گیا تھا اور اس وقت لوگوں میں یہ بات بہت مشہور ہوئی تھی کہ اس نے پاکستان کے خلاف لعنت جیسے قبیح لفظ استعمال کئے۔ پاکستان سوسائٹی برائے تعلیم فروغ سائنس وٹیکنالوجی کا قیام بھی ایک فریب ہے پاکستان کی یونیورسٹیوں میں یہ چٹھی بھیج کر مسلمان طلبہ پر ایک جال پھینکا گیا ہے کہ اگر کوئی طالب علم اس چٹھی پر درج مسائل پر پی ایچ ڈی کرنا چاہے تو ظاہر ہے کہ وہ اپنی راہنمائی اور معلومات کے لئے اس سوسائٹی کے سربراہ سے رابطہ قائم کرے گا اور یہ مرزائی سربراہ اس طالب علم سے تعلق قائم کر کے اس کو مرزائی بنانے کی کوشش کرے گا یہ مرزائیوں کا بہت ہی خطرناک اور پرانا طریق کار ہے کہ وہ کسی بہانے سے لکھے پڑھے لوگوں سے تعلق استوار کر کے انہیں مرزائیت کے دام میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں جس سوسائٹی کا صدر مرزائی اور نائب صدر انگریز ہو اس سے پاکستان اور مسلمانوں کے متعلق خیر اور بھلائی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ مرزائیوں اور انگریزوں کا آپس میں پرانا رشتہ اور تعلق ہے مرزائیوں کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ ہی انگریزوں کے ایماء پر کیا تھا اور انگریزوں نے اپنے مخصوص مفادات کے پیش نظر اس کی جھوٹی نبوت کو پروان چڑھانے کی کوشش کی تھی۔ ہندوستان کے علماء حق انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند کئے ہوئے تھے۔ پھانسی، عبور دریائے شور اور قید کی لمبی لمبی سزائیں پا رہے تھے اور مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں کی تعریف، حمایت اور خوشامد میں لگا ہوا تھا۔ انگریزوں کی چاپلوسی اور تملق سے اس کی کتابیں بھری پڑی ہیں اس کا ملکہ وکٹوریہ کے نام ایک خط ستارہ قیصرہ کے نام سے چھپا ہوا ہے جس میں وہ لکھتا ہے کہ

"مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے ۵۰ ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے" ص ۳

آگے چل کر ملکہ کو خطاب کر کے لکھتا ہے:

"اے بابرکت قیصرہ ہند! تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے" ص ۱۵

تریاق القلوب میں لکھتا ہے:

"میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں" ص ۲۸

مرزائیوں اور انگریزوں کا یہی قدیم اور بنیادی تعلق ہے جس کی وجہ سے وہ انگلستان کو اپنے لئے جائے پناہ سمجھتے ہیں ۱۹۷۴ء میں ڈاکٹر عبدالسلام ترک وطن کر کے انگلستان گیا۔ ۱۹۸۴ء میں مرزائیوں کا موجودہ پیشوا اور مرزا غلام احمد کا پوتا مرزا طاہر پاکستان سے فرار ہو کر انگلستان جا پہنچا اور وہاں بیٹھ کر یہ لوگ اپنے مذہب کو پھیلانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ پاکستان سوسائٹی برائے فروغ تعلیم سائنس و ٹیکنالوجی کے جاذب نام سے ادارے کا قیام اور اس کی طرف سے پاکستان کے مسلمان طلباء سے رابطے کی کوشش بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ پاکستان کی یونیورسٹیوں کے سربراہوں اور انتظامیہ کو مرزائیوں کی ان کوششوں سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ مسلمان طلبہ کے ایمانوں کی حفاظت ان کی ذمہ داری ہے اگر یونیورسٹیوں کے ان ذمہ دار لوگوں نے طلبہ سے مرزائیوں کو رابطے کا موقع فراہم کیا تو اس کے

نقصانات کے وہ ذمہ دار ہوں گے

زیر نظر چٹھی کے مضمون میں بھی بعض باتیں ایسی ہیں جو اپنے اندر بڑے خطرناک اور دوررس اثرات و نتائج رکھتی ہیں۔ پاکستان میں بولی جانے والی زبانوں کے متعلق لکھا ہے:۔

"ترقی کے مدارج طے کرنے کے لئے صرف فزکس، کیمسٹری اور دیگر مضامین ہی میں ریسرچ کرنا کافی نہیں ہے بلکہ جس ملک میں بولی جانے والی مختلف زبانوں پر بھی تحقیق کرنا ہوگی۔ قومی ترقی کے لئے پہلا زینہ ملک میں بولی جانے والی مختلف زبانوں پر بھی تحقیق کرنا ہوگی۔ قومی ترقی کے لئے پہلا زینہ ملک میں بولی جانے والی زبانوں کی ترقی ہے۔ اس سلسلہ میں برطانیہ کی مثال موجود ہے بیس سال تک ۱۰۴۰ء تا ۱۰۶۶ء انگلینڈ خانہ جنگی کا شکار رہا۔ کراموائل کی سرکردگی میں جاگیرداروں کو شکست ہوئی۔ ۱۶۶۰ء میں سائنس کی ترویج کے لئے لندن میں رائل سوسائٹی کی تاسیس ہوئی لیکن لاطینی زبان کا استعمال اس سوسائٹی کے لئے ممنوع قرار دیا گیا۔ جو کہ اس وقت بشمول یورپ تعلیم یافتہ روساء کی زبان تھی۔ اس وقت رائل سوسائٹی کی کارروائیاں مادری زبان انگریزی ہی میں ہیں۔ اس طرح ملک کی قدیم ترین یونیورسٹیوں آکسفورڈ اور کیمبرج کو انگریزی زبان اختیار کرنے، مذہبی علوم کو ترک کرنے اور سائنس پڑھنے کے لئے کہا گیا۔ دوسری مثال ترکی کی ہے جہاں کمال اتاترک نے ۱۹۲۳ء میں ترکی زبان کو علم معاشیات، تعلیم اور حکومتی نظام کے لئے مروج کی۔ ترکی لوگ ترکی زبان میں عبادات (نماز) ادا کرتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں۔ پاکستان کی مختلف زبانوں کو ترقی دینے کے لئے جہاں ایک درجن سے زائد زبانیں بولی جاتی ہیں۔ سب سے پہلے ضروری ہے کہ پاکستان کا لسانی نقشہ تیار کیا جائے۔ پاکستان میں ۱۹۵۱ء کی مردم شماری اور اس کے بعد کی مردم شماریوں اور دیگر اشاعات (مطبوعات) کے ذریعہ ضلعی سطح پر آبادی اور مادری زبان کے متعلق حقائق و اعداد معلوم ہوتے ہیں۔ لہذا نسبتاً آسانی سے ملک کا ایک لسانی خاکہ بنایا جا سکتا ہے۔ لہذا میری تجویز ہے کہ کسی نوال طالب علم کو اس موضوع پر ڈاکٹریٹ کے لئے تحقیقی مقالہ پر کام کرنے کی ذمہ داری سونپی جائے ایسا خاکہ دوسروں کے لئے بھی معاون ثابت ہوگا مثلاً تعلیمی ذمہ داران اور ناشرین مناسب طریقے سے ان مقالوں کا صحیح تعین کر سکیں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو سمجھ اور بصیرت عطا فرمائی ہے وہ چٹھی کا یہ آخری حصہ پڑھ کر باآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں مسلمان طلبہ کو گمراہ کرنے اور انہیں ایک نئے فتنے میں گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ انگلستان میں مذہبی علوم ترک کرنے کا تذکرہ بھی اپنے اندر خاص معنی رکھتا ہے۔ ترکی مسلمانوں کے متعلق یہ کہنا کہ وہ نماز اور قرآن ترکی زبان میں پڑھتے ہیں صریح جھوٹ ہے۔ کمال اتاترک کے لادینی اور الحادی زمانے میں بھی ترکی مسلمانوں نے قرآن پاک اور نماز اصل عربی میں پڑھی۔ ترکوں کے متعلق جو کچھ اس چٹھی میں لکھا گیا ہے پاکستان کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ غلط بیانی کی گئی ہے۔ جس زمانے میں اسلام دشمن طاقتیں اسلام کو مٹا دینے کے درپے تھیں اور وہ اپنے آپ کو اس مقصد میں کامیاب خیال کر رہی تھیں، اللہ تعالیٰ نے ترکی مسلمانوں کو اسلام کی حفاظت کا ذریعہ بنایا۔ سلاطین آل عثمان نے ان طاقتوں کے دانت کھٹے کئے۔ اور پوری دنیا پر دوبارہ اسلام کی دھاک بٹھا دی۔ دسویں صدی ہجری میں تو آخری عباسی خلیفہ المتوکل نے سلطان سلیم کو خلافت کا منصب عطا کر دیا اور حرمین شریفین کی کنجیاں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات بھی خلافت کی سند کے طور پر حوالے کر دیئے۔ پوری دنیائے اسلام نے بالاتفاق عثمانی سلطان کو خلیفۃ المسلمین اور خادم حرمین شریفین تسلیم کر لیا۔ مولانا محمد تقی عثمانی ان تبرکات کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس طرح سلطان سلیم دسویں صدی ہجری میں یہ تبرکات مصر سے استنبول لے کر آئے اور یہ اہتمام کیا کہ توپ کاپے سرائے میں ان کو محفوظ رکھنے کیلئے ایک مستقل کمرہ تعمیر کیا۔ سلطان کی طرف سے ان تبرکات کی قدردانی اور ان سے عشق و محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب تک سلطان سلیم زندہ رہے استنبول میں مقیم رہنے کے دوران اس کمرے میں خود اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیتے اور اس کی صفائی کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اس کمرے میں حفاظ کرام کو مقرر کیا کہ وہ چوبیس گھنٹے یہاں تلاوت کرتے رہیں۔ حفاظ کی ڈیوٹیاں مقرر تھیں اور ایک جماعت کا وقت ختم ہونے سے پہلے دوسری جماعت آکر تلاوت شروع کر دیتی تھی۔ اس طرح یہ سلسلہ بعد کے خلفاء نے بھی جاری رکھا۔ اس طرح دنیا میں شاید یہ واحد جگہ ہے جہاں چار سو سال تک مسلسل تلاوت قرآن ہوتی رہی ہے اور اس دوران ایک لمحے کے لئے بھی بند نہیں ہوئی۔ خلافت کے خاتمے کے بعد یہ سلسلہ موقوف ہوا۔" (جہان دیدہ صفحہ ۳۳۸، ۳۳۹)

خلافت عثمانیہ بہت بڑی اسلامی طاقت تھی جس سے اسلام دشمن طاقتیں خوف کھاتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ تمام اسلام دشمن طاقتوں نے مل کر خلافت عثمانیہ کو ختم کیا۔ اور مسلمانوں کی قوت کو پارہ پارہ کر دیا۔ خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد ۱۹۲۴ء میں کمال اتاترک نے ترکی میں اسلام کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا۔ دوسرے شرعی امور کے علاوہ اذان، نماز اور دینی تعلیم پر بھی پابندی کے قوانین وضع کئے۔ ترک مسلمان جانوں پر کھیلے، قید و بند کے مصائب جھیلے، ترک وطن کیا، اسلامی عبادات اور اسلامی علوم کی حفاظت کی۔ جس دن پارلیمنٹ میں اذان پر پابندی کا قانون پیش ہو رہا تھا، دو عالم دین پارلیمنٹ ہاؤس کی گیلری میں جا کر بیٹھ گئے جب قانون پارلیمنٹ میں پاس ہوا تو ایک عالم دین نے وہیں گیلری سے بلند آواز میں اذان پڑھنا شروع کی، چند کلمات ادا کئے اور گولی مار کر انہیں شہید کر دیا گیا۔ دوسرے عالم اٹھے اور اذان کے جتنے کلمات تھے باقی وہ اسی طرح بلند آواز سے پڑھے، اذان مکمل کی، انہیں بھی گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔

ترکی مسلمانوں نے سب کچھ برداشت کیا لیکن نماز اور قرآن پاک کو نہیں چھوڑا۔ مسلمانوں نے راتوں کو اپنے بچوں کو اٹھا اٹھا کر دین کی تعلیم دی۔ کھیتوں اور جنگلوں میں علماء کرام نے دینی علوم پڑھائے۔ لاتعداد مسلمانوں نے بڑے بڑے شہروں میں اپنے آبائی مکانات چھوڑے اور چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں رہائش اختیار کی۔ مقصد صرف یہ تھا کہ اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کریں۔ ستائیس سال تک یہ پابندیاں رہیں۔ ۱۹۵۱ء میں جلال بایار کے زمانے میں کچھ نرمی پیدا ہوئی اور مساجد سے اذان کی آواز بلند ہوئی۔ کمال اتاترک نے جو منصوبہ بنایا تھا اس سے ترکی کو دینی نقصان تو بہت ہوا۔ صدیوں کا مستحکم اسلام کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ مساجد اذان اور جماعت سے محروم ہو گئیں لیکن یہ خیال کرنا غلط ہے کہ ترکی مسلمانوں نے قرآن اور نماز کا پڑھنا بھی ترکی زبان میں

شروع کردیا اور عربی زبان سے یکسر نابلد ہوگئے۔

مولانا محمد تقی عثمانی ۱۹۸۶ء میں ترکی کے صدر مقام استنبول تشریف لے گئے تھے انہوں وہاں کا مدرسہ تحفیظ القرآن بھی دیکھا تھا وہ اپنے سفرنامہ میں اس مدرسے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

حفظ قرآن ، کے مدرسے کے نام سے ایک چھوٹے سے مکتب کا تصور ابھرتا ہے لیکن اس مدرسے کو دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ یہ مدرسہ ایک پانچ منزلہ عمارت میں واقع ہے۔ پانچویں منزل درسگاہوں اور طلبہ کے دارالاقامہ میں مشغول ہیں۔ چھ سو طلبہ اس میں مقیم ہیں اور باہر سے آنے والے اس کے علاوہ ہیں حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ اس میں ابتدائی عربی اور دینیات کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ تمام اساتذہ کی وضع قطع سے لے کر انداز و ادا تک ہر چیز سے اتباع سنت کا رنگ جھلکتا تھا۔ ان حضرات سے عربی میں گفتگو رہی یہ سب عربی میں اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے پر قادر تھے۔ اور ان کی گفتگو سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ خالص دینی اور تبلیغی جذبے کے ساتھ اس مدرسے کی خدمت کر رہے ہیں۔

معیار تعلیم بھی ماشاء اللہ بہت اچھا معلوم ہوا۔ ہمیں ایک کشادہ ہال میں لے جایا گیا جہاں فرش پر قالین بچھا ہوا تھا اور تقریباً ۔۔ ا بچے (جو تقریباً ۱۰ سے ۱۲ سال کی عمر کے ہوں گے) فرش پر خوبصورت تپائیاں سے ہوئے بڑے نظم و ضبط اور سلیقے سے بیٹھے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت میں معروف تھے۔ ایک استاد مرکزی مسند پر تشریف فرما تھے استاد نے آگے بڑھ کر ہمارا استقبال کیا بچے بدستور تلاوت میں معروف رہے ہم جاکر بیٹھے تو استاد نے خیر مقدمی کلمات کے ساتھ بتایا کہ یہ وہ بچے ہیں جو حفظ قرآن کی تکمیل کر چکے ہیں۔ اور دَور کر رہے ہیں۔ آپ ان میں سے جس بچے سے چاہیں اور قرآن کریم کے جس حصے سے چاہیں قرآن کریم سن لیجئے۔

میں نے ان سو بچوں میں سے مختلف جگہوں پر بیٹھے ہوئے تقریباً بیس بچوں سے قرآن کریم کی مختلف جگہوں سے تلاوت کی فرمائش کی اور ان سب سے تلاوت قرآن سن کر میں حیران ہی نہیں، مسرت سے سرشار ہوگیا۔ ان بیس بچوں میں سے (جن کا انتخاب میں نے خود کیا تھا) ہر ایک نے کم سے کم ایک رکوع سنایا اور کسی ایک کی تلاوت میں ایک غلطی بھی نہیں آئی۔ ادھر میں نے کسی آیت کے دو تین الفاظ ابتدائی پڑھے اور ادھر اس نے تلاوت شروع کردی۔ کسی بچے کے مخارج یادداشت کی غلطی تو درکنار، کسی بچے کے مخارج اور قواعد تجوید میں بھی کوئی غلطی میں نہیں پکڑ سکا۔ اور لہجہ تو اس قدر دلکش تھا کہ دل چاہتا تھا کہ یہ تلاوت رات بھر جاری رہے۔

طلبہ کی آزمائش کا یہ سلسلہ ختم ہوا تو استاد کی فرمائش پر تمام بچوں نے مل کر قرآن کریم کی تعریف میں ایک عمدہ ترانہ بڑے دلکش انداز میں سنایا۔ اس ترانے کا یہ ٹیپ کا بند ان بچوں کی مسحور کن آواز میں آج بھی کانوں میں گونج رہا ہے :۔

غرد یا شبل الایمان — غرد واصدع بالقرآن

فیہ الحق وفیہ النور — فیہ اللؤلؤ والمرجان

معلوم ہوا کہ مدرسہ دینی مدارس کے ایک منظم پروگرام کا حصہ ہے۔ صرف استنبول شہر میں اس قسم کے چھوٹے بڑے دو سو مدارس ہیں اور پورے ترکی میں پانچ ہزار۔ ان پانچ ہزار مدارس میں رجسٹرڈ طلبہ کی تعداد چھ لاکھ ہے اور صرف استنبول کے مدارس میں دارالاقامہ میں رہنے والے طلبہ کی تعداد چھ ہزار ہے اور اس طرح یہ مدارس نئی نسل کو قرآن کریم اور ابتدائی دینیات سے روشناس کرانے کی عظیم خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ تمام مدارس سرکاری طور پر منظور شدہ ہیں۔ اور محکمہ تعلیم سے ان پر انسپکٹر بھی مقرر ہیں۔

(جہان دیدہ صفحہ ۳۲۲ تا ۳۶۹)

جس ملک میں قرآن مجید کی تعلیم کا اتنا اعلیٰ انتظام ہو، دینی مدارس کا جال بچھا ہو، لاکھوں طالب علم قرآن مجید حفظ کر رہے ہوں اور انہیں دین کا ضروری علم اور عربی زبان کا تلفظ اور سکھایا جاتا ہو اور ان کی اداؤں سے سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا رنگ جھلکتا ہو اس ملک کے متعلق یہ کہنا کہ "ترکی لوگ ترکی زبان میں عبادت (نماز) ادا کرتے ہیں۔ اور قرآن پڑھتے ہیں"! کتنا بڑا جھوٹ اور تاریخ پر کتنا بڑا ظلم ہے۔ مرزائی ڈاکٹر عبدالسلام کی پاکستان سوسائٹی برائے تعلیم سائنس و ٹیکنالوجی نے دروغ گوئی اور دجل سے کام لیا ہے۔ وہ پاکستان کی نئی نسل کو اپنی ملکی زبان میں نماز اور قرآن پڑھنے کا تصور دے کر ایک نئے فتنے میں مبتلا کرنا چاہتی ہے۔

ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مرزائیوں کی ایسی سرگرمیوں پر نظر رکھے اور ان کے مکر و فریب سے مسلمانوں کو بچانے کا مؤثر انتظام کرے۔

(شکریہ ، ماہنامہ مناقب بھکر)

بقیہ : حاصل مطالعہ

ہم سمجھے کہ یہ اپنے وصال کی طرف اشارہ تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی وفات کے کئی ماہ بعد فیصلہ ہوا تو مولانا محمد صادق بہاولپوریؒ نے حضرتؒ کی وصیت کو پورا کرنے کے لئے دیوبند کا سفر کیا۔ اور آپؒ کی قبر پر روتے ہوئے اطلاع دی کہ فیصلہ مسلمانوں کے حق میں ہوگیا ہے۔ ایضاً صفحہ ۲۲ تلخیصاً مولانا محمد صادقؒ بہاولپور کے جید علماء میں سے تھے اور جامعہ عباسیہ کے شیخ الادب اور نائب شیخ الجامعہ تھے۔

اسلامی تعلیمات کا نمونہ

اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو فکر و فہم اور علم و عقل کی بلند پایہ قابلیتیں بخشی ہیں جو کسی دوسری مخلوق کو نہیں بخشیں مگر جب وہ ایمان و عمل صالح کی راہ اختیار کرنے کے بجائے اپنے جسم و ذہن کو برائی کی طرف مائل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ڈھیل دیتا ہے

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو معاشرے کے اندر بکثرت مشاہدے میں آئی ہے کہ حرص و طمع، خود غرضی، نفس پرستی، بازی، کینہ، بغض و عناد، غضب اور ایسی دوسری بُری خصلتوں میں سے جس خصلت میں بھی آدمی مستغرق ہوتا ہے، اخلاقی حیثیت سے مغلوب ہو کر رہ جاتا ہے ان حقائق کو بیان کرنے کے ساتھ قرآن نے واضح طور پر نفس انسانی کی تین الگ الگ قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک نفس امارہ جو انسان کو برائی کی طرف اکساتا ہے۔ دوسرا جو انسان کو برائی کے خیال، خواہش، ارادے اور فیصلے تک ہر مرحلے تک ٹوکتا ہے اور اس کا ارتکاب کر گزرنے کے بعد ملامت کرتا ہے۔ تیسرا وہ جو برائی کی راہ چھوڑ کر بھلائی کی راہ اختیار کرتا ہے۔ اور دنیا میں سرخرو ہوتا ہے اس قسم کے نفس کو قرآن نے پسندیدہ نفس قرار دیا ہے۔ قرآن نے تاریخی واقعات کے پیرائے میں اخلاقی تعلیمات کو بیان کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ اچھے اوصاف اخلاق و اعمال کیا ہیں جن سے اسلام افراد اور معاشرے کو آراستہ دیکھنا چاہتا ہے۔

"قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ عدل اور احسان اور رشتہ داروں کی مدد کا حکم دیتا ہے اور برائی بے حیائی ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے۔ اور وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے عملاً یہ دکھایا کہ وہ بھلائیاں صرف زبان سے کہنے کی نہیں بلکہ اسلام نے جس زندگی میں بھی راہ پائی ہے۔ وہ ان بھلائیوں سے آراستہ ہوگئی۔

صالح معاشرہ

قرآن میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اسلام کا مقصود صرف صالح افراد تیار کرنا ہی نہیں ہے بلکہ انہیں جوڑ کر ایک صالح معاشرہ بنانا بھی ہے کیونکہ نوع انسانی کی فلاح اسی میں مضمر ہے ایمان حسن عدل، حق و صداقت، صبر و استقامت یہ چار صفات ہیں جن پر نوع انسانی کی فلاح کا دارو مدار ہے۔ پہلا ایمان یعنی اس بات پر پورا یقین کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہی خالق، مالک، رزاق، حاجت روا، معبود اور حاکم مطلق ہے جس کی بندگی و اطاعت کرنی چاہیے۔ اور اللہ کی لائی ہوئی ہدایت برحق ہے جس کی پیروی ہم سب پر فرض ہے۔ موجودہ زندگی عارضی ہے۔ اس کے بعد ایک دوسری مستقل اور پائیدار زندگی بھی آنے والی ہے جس میں ہم کو اپنے ان اعمال کا حساب دینا ہوگا جو ہم نے دنیا میں کیے ہیں۔ یہ ایمان فلاح پانے والے اور خسارے سے بچنے کے لیے شرط اول ہے جو سیرت و اخلاق اور کردار کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی جس پر ایک پاکیزہ زندگی کی عمارت قائم ہو سکتی ہے۔ جس ایمان کے ساتھ نیک اعمال خسارے سے بچنے کا دوسرا لازمی شرط ہے تیسری چیز حق گوئی معاشرے کو اخلاقی زوال اور انحطاط سے بچانے کی ضامن ہوتی ہے۔ آخری صبر ہے۔ یہ لفظ ضبط و تحمل، برداشت، ثابت قدمی، ارادے کی مضبوطی، ہمت اور جرأت کے ساتھ کسی باطل طاقت کے مقابلے میں بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اس لفظ کو اتنے وسیع معنی میں استعمال کیا گیا ہے کہ مومن کی پوری زندگی صبر کی زندگی بن جاتی ہے۔

اخلاقی تعلیم وہ نسخۂ کیمیا تھا جس کا کوئی توڑ مشرکین قریش اور کفار عرب کے پاس نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے خلاف خواہ کیسی ہی الزام تراشیاں وہ کرتے تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی معقول آدمی یہ باور نہ کر سکتا تھا کہ ایسی اعلیٰ درجے کی اخلاقی تعلیم کوئی خود غرض، مجنون یا ساحر یا کاہن دے سکتا تھا۔ دنیا میں بہت سے انبیاء کرام تشریف لائے۔ تقریباً سب نے اخلاقیات کا درس دیا۔ لیکن یہ دیکھنا ہے کہ انہوں نے اخلاق و خطوں کا خود عملی نمونہ پیش کیا۔ لیکن اس کے برعکس مکہ کا معلم اخلاق، نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) پکار کر کہتا ہے "جو نہیں کرتے وہ کہتے کیوں ہو۔"

عملی نمونہ

وہ نبی امی خود اپنی تعلیم کا ایک نمونہ تھا انسانوں کے مجمع عام میں جو کچھ کہتا تھا گھر کے خلوت کدے میں اسی طرح نظر آتا تھا۔ اخلاق و عمل کا وہ نکتہ جو دوسروں کو سکھاتا تھا خود اس کا عملی پیکر بن جاتا تھا۔

چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بیان فرمائیے، انہوں نے پوچھا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ پھر آپ نے فرمایا کہ آپ کا اخلاق ہمہ تن قرآن ہے۔

اسی لیے باری تعالیٰ نے فرمایا۔

"بے شک تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی ایک بہترین نمونہ ہے۔"

امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی نے آپ کے اوصاف تفصیل سے بیان نہیں کیے، فرماتی ہیں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کسی کو برا بھلا کہنے کی نہ تھی۔ برائی کے بدلے برائی نہیں کرتے تھے بلکہ درگزر فرما دیتے تھے اور معاف فرما دیتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی سے ذاتی معاملے میں انتقام نہیں لیا۔ آپ نے نام لے کر کبھی کسی مسلمان پر لعنت نہیں کی۔ آپ نے کبھی کسی کی درخواست رد نہیں کی۔

حضرت علی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے۔ آغاز نبوت سے آخر وقت تک ۲۳ برس آپ کی خدمت اقدس میں موجود رہتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے حضور کے اخلاق و عادات کے متعلق سوال کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا آپ خندہ جبیں، نرم خو، مہربان طبع تھے سخت مزاج نہ تھے، بات بات پر شور نہیں کرتے تھے کوئی برا کلمہ منہ سے باہر نہیں نکالتے تھے۔ ضرورت سے زیادہ بات نہیں کرتے تھے۔ کوئی دوسرا بات کرتا تو جب تک وہ بات ختم نہ کر دیتا چپ رہا کرتے تھے۔ نہایت فیاض، راستگو، نرم طبع، نہایت خوش صحبت تھے۔ اگر کوئی دفعتاً آپ کو دیکھتا

باقی صفحہ ۲۷ پر

اسلامی اخوت اور اسلامی فطرت کا باہمی اتحاد

مفتی بلال احمد صاحب، صدر مدرسہ جامعہ ناصر العلوم کانٹھ مرادآباد

اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی مذہب ہے جس کی ہر تعلیم اپنے اندر آفاقیت لئے ہوئے ہے جب جب نوع انسانی اسلامی تعلیمات سے دور ہوئی اس کے اندر جہالت ظلم و ناانصافی نے جگہ کی ہے۔ اسی جہالت کا اثر ہوتا کہ شرفاء غیر شرفاء کو اپنا غلام سمجھتے ان سے بیگاری لیتے، ان کو معاشرہ انسانی کے افراد سمجھنے میں اپنی بے عزتی تصور کرتے چھوٹے خاندانوں، غریبوں کو اپنی صف میں کھڑا کرنا ان کے لئے باعث ننگ و عار تھا چنانچہ جب آفتاب رسالت طلوع ہوا تو سب سے پہلے وہی افراد آپ کے قریب آئے جن کو جاہلی معاشرے میں ہیچ اور بے حیثیت سمجھا جاتا تھا۔ نام نہاد شرفاء ہر ہونے آپ کے قریب نہ آنے اور اسلامی تعلیمات کو قبول نہ کرنے کی ایک ایسی وجہ کا بھی اظہار کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو ذلیل لوگ رہتے ہیں۔ ہم ان کے ہوتے ہوئے کس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر ان کی تعلیم کو سن سکتے ہیں؟ اگر وہ کوئی ایسا وقت ملنے کا دیں جس میں وہ غریب و فقیر لوگ نہ ہوں تو ہم شرفاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ان کے پاس بیٹھ کر سننے کے لئے تیار ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کے قلب اطہر میں خیال پیدا ہوا کہ اگر ایسا ہو اور میں کوئی ایسا وقت دے دوں جس میں کوئی آدمی موجود نہ ہو کہ جس سے یہ عار محسوس کریں تو ہو سکتا ہے کہ روساء قریش اسلام قبول کر لیں اور اسلام کو شوکت نصیب ہو اور میرے لئے بھی تبلیغ کی راہ زیادہ سے زیادہ ہموار ہو سکے۔ ان کو بلایا اور ان سے بات چیت شروع ہوئی۔ جو سرداران قریش آپ کے پاس آئے ان کے اسماء یہ ہیں۔

ابوجہل ابن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، اُبی بن خلف، رقیہ بن خلف اور آپ کے چچا حضرت عباس بھی ساتھ تھے جو اس وقت اسلام نہ لائے تھے۔ آپ ان سے گفتگو میں مشغول تھے کہ اتنے میں ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور زور سے اور بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دینی شروع کی اور کچھ معلوم کرنا چاہا۔ اللہ کے رسول کے چہرہ انور پر کچھ ناگواری کے آثار نمودار ہوئے جس میں آپ کا اجتہاد یہی تھا کہ حضرت عبداللہ ابن مکتوم تو ہر وقت کے حاضر باش ہیں پھر کسی وقت بھی کچھ معلوم کر سکتے ہیں لیکن یہ سردار لوگ ہر وقت نہ آسکیں گے اس وجہ سے حضرت عبداللہ سے آپ نے چہرہ انور پھیر لیا خداوند قدوس جس نے اس چھوٹے بڑے، کالے گورے غریب امیر، آقا غلام کے فرق کو مٹانے کے لئے آپ کو مبعوث فرمایا۔ اس طریقے سے حضرت عبداللہ کے ساتھ پیش آنے پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

عبس وتولّٰی ہ ان جاءہ الاعمٰی ہ وما یدریک لعلہ یزکّٰی ہ او یذکر فتنفعہ الذکرٰی ہ اما من استغنٰی ہ فانت لہ تصدّٰی ہ وما علیک الا یزکّٰی ہ واما من جاءک یسعٰی ہ وھو یخشٰی ہ فانت عنہ تلہّٰی ہ

(پیغمبر) چیں بجبیں ہوئے اور منہ پھیر لیا اس بات پر کہ ان کے پاس نابینا آیا۔ اور آپ کو کیا خبر شاید وہ سنور جاتا نصیحت قبول کر لیتا اور اس کو نصیحت کرنا فائدہ بھی پہنچاتا۔ سو جو شخص دین سے بے پروائی کرتا ہے اس کی تو فکر میں پڑ جاتے ہیں۔ حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں اگر وہ نہ سنورے۔ اور جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے تو آپ اس سے بے اعتنائی برتتے ہیں۔ ہرگز ایسا نہ کیجئے۔

آقائے نامدار سبز گنبد کے مکیں سرکار دو عالم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن مبارک میں بھی یہ خیال اسی وجہ سے پیدا ہوا یہ عرب کے چودھری اور بڑے بڑے قبیلوں کے سردار چھوٹے لوگوں کے ساتھ اپنی جا بیجا نہ آنا اور خودداری کی وجہ سے مل بیٹھنا ذلت تصور کرتے تھے اور ابتدائے اسلام میں اس بات کی ضرورت شدت کے ساتھ محسوس کی جا رہی تھی کہ یہ بڑے سردار اگر اسلام قبول کریں تو مکہ کی سرزمین پہ فروغ اسلام بظاہر آسان ہو جائے لیکن اللہ نے اس کار خیر کے لئے بھی عدم مساوات کو پسند نہیں فرمایا۔ چونکہ نبی علیہ السلام اور اسلام میں نو وارد مسلمان نہایت کسمپرسی کے عالم میں تھے۔

اسلام دھیرے دھیرے دوچار ہوتا ہوا ترقی کے منازل طے کرتا رہا اور جب اسلام عروج پر آیا، مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوئی اور خدا نے اسلام کو ہر طرح کی قوت و طاقت سے نوازا تو اسلام نے تخصص امتیازات کے پرخچے اڑا دیئے۔ لہٰذا وہ وقت غور کرنے کے قابل ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے عالم کو اسلامی اخوت اور انسانی فطرت کے باہمی اتحاد کا ناقابل فراموش درس دیا۔ چند سبق آموز واقعات کی طرف توجہ فرمایئے۔

فتح مکہ کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اور کلمۂ خدا کو بلند کر کے اذان دے۔ بعض لوگوں نے حضرت بلال حبشی کے نسب پر طعنہ زنی کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اگر ایک حبشی غلام بھی تم پر امیر بنایا جائے اور حق کے ساتھ تم پر حکومت کرے تو اس کی اطاعت و فرمانبرداری اپنا مذہبی فریضہ سمجھو"۔ ولو استعمل علیکم عبد حبشی یقودکم بکتاب اللہ اسمعوا واطیعوا۔ (بخاری و مسلم وغیرہ) جا، اگر

ایک حبشی بھی تمہیں حاکم بنا دیا جائے اور کتاب اللہ کے ساتھ تم پر حکومت کرے تو اس کی سنو اور اطاعت کرو۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کی آخری فوجی مہم پر سرداران قریش و شرفاء عرب کے ہوتے ہوئے کہ جن میں ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ، علی مرتضیٰ شیر خدا، خالد سیف اللہ اور ابوعبیدہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے حضرات موجود ہیں حضرت اسامہ بن زید کی قیادت میں اسلامی فوج کو روانہ فرمایا۔ بعض لوگوں کو غلام زادے کو شرفاء عرب پر حاکم بنانا ناگوار اور گراں گزرا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت کرختگی کے لہجے میں ان کی انانیت کا قلع قمع کر دیا۔ اور فرمایا۔

لقد طعنتم فی امارۃ ابیہ وقد کان لہا اھل وأی اسامۃ لہا اھل۔

تم لوگ اس سے قبل اس کے باپ زید کی سرداری پر طعن کر چکے ہو۔ حالانکہ وہ اس کے اہل ثابت ہوئے۔ اور اب اسامہ سردار بنایا گیا۔ اور وہ اس کا اہل ہے۔"

اس دور کے واقعات مفصل سنے ہوں گے جبکہ غلامی کا طوق ایک ذلت کا طوق ہوتا تھا۔ یہاں تک حقوق انسانی سے بھی اس کو محروم کر دیا گیا تھا۔ لیکن اسلام نے فطرت کی حمایت کی اور آزادی کا احیاء کیا اور اخوت و مساوات کے دائرے کو وسیع کر دیا۔ جس نے آقا کو غلام اور غلام کو آقا۔ رعایا کو حاکم اور حاکم کو رعایا بنا دیا۔ غلامیت اور آقائیت کے امتیازات کو ختم کیا اور انانیت اور خودی کی بے بنیاد عمارتوں کو گرا دیا۔

جبلہ بن ایہم غسانی نے جو ایک عیسائی شہزادہ تھا، عہد فاروقی میں اسلام قبول کیا۔ طواف کعبہ کے موقعہ پر اتفاق سے اس کی چادر کا ایک کونہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے دب گیا۔ حکومت کی لوجاغ میں نقش جو تھی غضب میں آکر اس شخص کے منہ پر ایک تھپڑ کھینچ مارا۔ اس شخص کی غیرت انتقال نے مجبور کیا اور اس نے بھی برابر کا جواب دیدیا۔ جبلہ کا بھلا ہی غصہ فرو نہ ہونے پایا تھا کہ انتقامی حملہ نے اور بھی آتش غضب بھڑکا دی۔ غصہ سے بے تاب ہو گیا۔ اور حضرت فاروق اعظمؓ کی درگاہ معدلت میں چارہ جو ہوا۔ اور حضرت عمرؓ نے سُن کر فرمایا کہ "تو نے جیسا کیا تھا ویسی ہی اس کی سزا پائی۔"

فاروق اعظمؓ کا یہ جملہ سُن کر جبلہ سے برداشت نہ ہو سکا۔ کہنے لگا کہ اگر ہمارے ساتھ کوئی گستاخی کرے تو اس کی سزا قتل ہے۔

فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ "ہاں زمانہ جاہلیت میں ایسا ہی تھا، لیکن اسلامی مساوات و اخوت کی تعلیم نے امیر و غریب، شاہ و فقیر، پست و بالا کو ایک کر دیا۔"

اگرچہ جبلہ اس مساوات کا تحمل نہ کر سکا اور ضد میں آکر پھر عیسائی ہو کر روم بھاگ گیا لیکن اس تعلیم نبوی کی مجسمہ تصویر نے انصاف کا گلا نہیں گھونٹا کہ جس نے اپنے لخت جگر سکون قلب واجب پر اسلام کی قانون شکنی کو گوارا نہ کیا۔

ایک صحابی نے اپنے غلام کو مارا تو رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "یہ تمہارے بھائی ہیں جن کو خدا نے تمہارے ہاتھ میں دیا ہے۔ جو خود کھاؤ وہ ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو وہ ان کو پہناؤ۔"

حضرت ابوذر غفاری رضؓ نے اپنے ابتدائے اسلام کے زمانے میں حضرت بلال حبشیؓ کو بوجہ ان کے غلام ہونے کے کسی بات پر غصہ میں آکر ان کو یا ابن الامامۃ (لونڈی کے بچے) کہہ دیا۔ حضرت بلالؓ نے درگاہ نبوت میں حاضری دیکر دادخواہی کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ کو فوراً طلب فرمایا اور نہایت سختی کے ساتھ ارشاد فرمایا۔

انک امرء فیک جاھلیۃ (مسند احمد) "تم ایسے ہو کہ تم میں (ابھی تک) جاہلیت کی باتیں پائی جاتی ہیں نیز یہ ارشاد فرمایا ما ذھبت اعرابیتک وبعد "تم میں گنوارپن ابھی تک باقی ہے۔

ان اصلاحی کلمات کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی نرمی کے لہجہ میں حضرت ابوذرؓ کو سمجھایا۔

ابوذر! تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تمہارے ہاتھ میں دیا ہے۔ لہٰذا ان کو ایسے ہی کھانے کھلاؤ جیسے خود کھاؤ اور ویسے ہی لباس ان کو پہناؤ جیسے کہ خود پہنتے ہو۔ ان پر اتنا بار نہ ڈالو کہ وہ مجبور اور عاجز ہو جائیں۔ اگر ان سے کوئی مشکل کام کراؤ تو ان کے ساتھ ان کا ہاتھ بٹاؤ۔ اس کے بعد صحابہؓ نے ان احکام کی تعمیل کی۔ اپنے آپکو تعلیمات نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا عملی نمونہ بنایا اس نصیحت کے بعد حضرت ابوذر غفاریؓ نے جو خود کھایا۔

وہی غلام کو کھلایا۔ اور جیسا خود پہنا ویسا ہی غلام کو پہنایا۔ آپ کی تنگی اور مساوات کا خیال کر کے اگر لوگوں نے ٹوکا بھی تو یوں ارشاد فرمایا۔"

اجل ولکن سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اطعموھم مما تاکلون والبسوھم مما تلبسون "ہاں! جو کچھ کہتے ہو سچ ہے، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا کہ آپ فرماتے تھے۔ کھلاؤ اپنے غلاموں کو جو تم خود کھاؤ اور پہناؤ اپنے غلاموں کو جیسا کہ تم خود پہنو۔"

اسی پر بس نہ ہوئی بلکہ غلاموں کی اطاعت کو باعث فخر سمجھا۔ ان کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے کمربستہ رہے۔

حضرت بلال حبشیؓ غلام تھے لیکن فاروق اعظمؓ فرمایا کرتے تھے کہ "بلالؓ ہمارے آقا ہیں۔ اور ہمارے آقا کے غلام ہیں۔ بلالؓ اور صہیبؓ و سلمانؓ اور مجاشع رضوان اللہ علیہم اجمعین اور انھیں جیسے آزاد شدہ غلام کہ جن کے اسماء گرامی سرداران قریش کے پہلو بہ پہلو نظر آتے ہیں۔

باقی صفحہ ۲۷ پر

تذکرہ صحابہ کرامؓ

حضرت منذرؓ بن عمروؓ

از: شمس نوید عثمانی

جنگ احد کے زخموں کی کسک ابھی کم نہ ہوئی تھی کہ حضرت منذر بن عمروؓ ایک اور معرکہ کو سر کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ بئر معونہ سے آئے ہوئے ایک وفد نے خدا کے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ ہمیں اور ہماری بستی کو ایسے داعیان حق کی ضرورت ہے جو اپنے انوار قلب ونظر کے ساتھ وہاں کی شرک زدہ تاریکیوں سے بھاگ سکیں اور سے عام فہم انداز میں بات کریں کہ ہم اسلام کا پیغام سنیں، سوچیں، سمجھیں اور زندگی کا آخری فیصلہ کرنے کے قابل ہو سکیں۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے جاں نثاروں نے اجنبی انسانوں کی یہ دعوت منظور کر لی اور ایک لمحے تذبذب میں پڑے بغیر یہ فیصلہ کر لیا کہ جن لوگوں کی زندگی کا پہلا اور آخری مقصد یہی ہے کہ خدا کے بندوں کو اس کا آخری پیغام پہنچا دیں انہیں اس پکار کے جواب میں بئر معونہ کی وادی میں پہنچ جانا چاہئے۔

سوچنے کو تو اس وقت بہت کچھ سوچا جا سکتا تھا۔ حق اور باطل کی زہرناک کش مکش آنکھوں کے سامنے تھی بدر اور احد کے دو میدان پوری طرح پیش نظر تھے جہاں خون میں نہائے ہوئے ان ذروں اور لاشوں سے پٹی ہوئی زمین نے کھول کر بتایا تھا کہ سچائی کا اعلان کرنا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بغیر کبھی ممکن نہیں ہوا۔ تمام عرب برسر جنگ، وعدوں کی صفائی کا تصور تک اس لئے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ داعیان حق کو اپنی امان میں لے جانے والے یہ اجنبی لوگ اپنے عہد پر قائم رہیں گے یا عہد شکنی پر اتر آئیں گے جانے والے زندہ واپس آئیں گے یا ان کی لاشیں بھی ہاتھ نہ آسکیں گی لیکن وہاں خطروں کے اندیشوں پر غور و فکر میں وقت ضائع کیا گیا نہ راہ کی دشواریوں کا اندیشہ لاحق ہوا اور نہ غزوہ احد میں لگنے والے گہرے زخموں کے نشانات پر نظر ڈالی گئی وہاں صرف ایک بات سوچی گئی کہ جن سینوں میں خدا نے اپنے پیغام حق کی عظیم امانت اتاری ہے ان سینوں سے خون کے ابلتے ہوئے فواروں کو بھی یہی پیغام نشر کرنا ہوگا۔

ستر انصار کو اپنی سرکردگی میں لے کر حضرت منذرؓ بئر معونہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جانے والوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنے عزیزوں اور عزیزوں کو پیچھے مڑ کر نہ دیکھا ان کی پشت دنیا کی طرف تھی اور ان کا رخ اپنے خدا کی طرف تھا پوری ملت میں سے اپنے انتخاب پر کسی نے کوئی احتجاج نہ کیا کوئی حیل وحجت نہ ہوئی۔ بلکہ خدا کی راہ میں آبلہ پائیوں اور زخم فگاریوں کا یہ نیا موقع پا کر ان کے چہرے آخرت کی کامیابیوں کے نورانی عکس سے جگمگا اٹھے اور پھولوں کی طرح کھل گئے۔

یہ وفد جو انسانیت کا بہترین دردمند دوست اور مخلص اور گمراہی کا جانی دشمن تھا۔ جیسے ہی بئر معونہ کے نزدیک پہنچا جھوٹی دعوت کا پردہ فاش ہو گیا خدا کے نہتے سپاہیوں پر انسانیت کے درد اور خدا کے خوف سے کانپتے سینوں پر قبائلی جتھے نے حملہ کر دیا اور تھوڑی ہی دیر میں سوائے منذرؓ کے سارے داعیان حق شہید کر دیئے۔ اپنے ساتھیوں کی خون میں لت پت لاشوں اور غداروں کی زہر آلود تلواروں کے درمیان گھرے حضرت منذرؓ بن عمرو سے کہا گیا تمہیں زندہ چھوڑ دیا جائے گا لیکن یہ شرط ہے۔ تم ہم سے زندگی کی بھیک مانگو۔"

وہ چہرہ جو اپنے عظیم ترین ساتھیوں کی ہلاکت پر سراپا درد وگداز بنا ہوا تھا۔ یہ الفاظ سنتے ہی یکایک سرخ ہو گیا۔ وہ جانتے تھے کہ حملہ آور ظالم اور غدار ہیں اور جان کی امان طلب کرنا بھیک نہیں بلکہ اپنا جائز حق طلب کرنے کے ہم معنی ہے لیکن وہ یہ بھی خوب جانتے تھے کہ سوال کرنے کے قابل صرف ایک ہی در ہے ہاتھ پھیلانے کے لائق صرف ایک ہستی ہے ان ہاتھوں سے زندگی کی بھیک بھی قبول نہیں کی جا سکتی جو مومنوں کے خون سے رنگین اور کفر وشرک کی نجاستوں سے آلودہ ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ حقیقی زندگی کون سی ہے وہ جانتے تھے کہ اس انسان سے زیادہ خوش قسمت کوئی نہیں ہو سکتا جس نے باطل کے رحم وکرم پر جینے کے بجائے خدا کے نام پر مر جانا پسند کر لیا جس نے اپنی جان عزیز اپنے جان آفریں کے قدموں پر نثار کی ہو اس نے ایک لمحے کے لئے پس و پیش میں پڑے بغیر آخرت کے اس مسافر نے کفر کی پیش کش قدموں تلے روندتے ہوئے اعلان کیا کہ میں تم سے زندگی نہیں وہ موت طلب کرتا ہوں جو ایک مومن کی زندگی کی سب سے حسین آرزو ہوتی ہے۔

خدا کے رسول ﷺ نے جب یہ واقعہ سنا تو اس مجاہد کی توصیف میں پکار اٹھے۔ " انہوں نے موت کی طرف خود پیش قدمی کی۔

حضرت معنؓ بن عدی

معنؓ بن عدی نے غزوہ بدر سے شروع ہونے والے معرکہ جان نثاری کے ہر ہر دم پر تلواروں کی چھاؤں میں اعلائے کلمۃ الحق کیا تھا اس لئے وہ خوب جانتے تھے کہ اس راہ کی گھاٹی میں کیسے کیسے زخم کھانے پڑتے ہیں لیکن خدا جانے کیسی لذت تھی وہ زخموں کی لذت کہ وہ خون میں نہاتے گئے اور اعلان حق کا جذبہ بے اختیار کچھ اور ترو تازہ ہوتا گیا درد جتنا سوا ہوا درماں سے بے نیازی

باقی صفحہ ۲۷ پر

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دوکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر: ۲۴۳۵۸۰۳

تاجدارِ ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے

ملحمۂ کبریٰ (جنگِ عظیم) کی پیشگوئی

افادات: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ظہور مہدی علیہ السلام

حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں کچھ علامتیں آئی ہیں۔ مثلاً یہ کہ مہدی علیہ السلام کا مکہ مکرمہ میں ظہور ہو گا۔ اور یہ حدیث صحیح بخاری شریف میں موجود ہے کہ غیب سے آواز آئے گی اور یہ آواز یہ ہوگی۔ ھذا خلیفۃ اللہ المہدی فاستمعوا لہ واطیعوہ۔ یعنی یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں ان کی بات مانو اور ان کی اطاعت کرو۔ اس وقت یہ آواز عالم میں گونج اٹھے گی۔ اس وقت مہدی علیہ السلام کھڑے ہوں گے اور ظہور مہدی علیہ السلام کی آخری علامت یہ ہوگی کہ حج کا زمانہ ہوگا۔ اور حجاج میں جنگ ہوگی اور اتنی شدید جنگ ہوگی کہ ہزاروں حجاج قتل ہو جائیں گے۔ اور جمرہ عقبیٰ خون سے تر ہو جائے گا۔ اور غالباً یہ لفظ ہے کہ تین سو تیرہ آدمی باقی رہ جائیں گے انہیں فکر ہوگی کہ اب کوئی مرکز تلاش کرنا چاہیے تو وہ لوگ مہدی علیہ السلام کو تلاش کرنا شروع کریں گے۔ مہدی علیہ السلام کو جب اندازہ ہو جائے گا کہ لوگ لینے پکڑنے آ رہے ہیں تو وہ مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ چلے جائیں گے مگر لوگ وہیں جا کر پکڑیں گے وہ پیچھا چھڑانے کی کوشش کریں گے لیکن لوگ نہیں مانیں گے۔ اور ان کو پھر مکہ مکرمہ لائیں گے وہ فرمائیں گے کہ تم جب خون خوار قوم ہو تو میں کیا اصلاح کروں تم خود ہی آپس میں کٹ مرتے ہو۔ پھر بعد میں لوگوں سے پختہ عہد لیں گے اس وقت یہ تین سو تیرہ آدمی بیعت کریں گے۔

پھر مہدی علیہ السلام اپنا مستقر شام کو بنائیں گے اور اس میں یہ بھی ہے کہ ابدال شام اور اقطاب ہند اور نجائب عراق یہ سب آکر آپ کے جھنڈے کے نیچے یہاں جمع ہو جائیں گے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پورے عالم کے مسلمان ایک جگہ جمع ہو جائیں گے۔ اور اس میں تلاش ہوگی کہ نزول عیسوی کب ہوگا۔ تو خبریں اڑیں گی جیسا کہ خبریں اڑا کرتی ہیں مگر تحقیق کو نہیں پہنچیں گی۔

لیکن بعض روایات میں ہے کہ عصر کی نماز کا وقت ہوگا اور امام مہدی علیہ السلام مصلیٰ پر پہنچ جائیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام آواز دیں گے کہ سیڑھی لگاؤ اور مجھے اتارو اس وقت وہ اتارے جائیں گے۔ اترتے ہوئے ان کے بدن پر دو چادریں ہوں گی جیسے احرام کا لباس ہوتا ہے امام مہدی علیہ السلام ان کی تواضع کریں گے کہ آپ نماز پڑھائیں تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں کہ امامکم منکم کہ اس امت کے امام اسی امت میں سے ہوں گے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء کریں گے اور مہدی علیہ السلام نماز پڑھائیں گے

خروجِ دجّال اور قتلِ دجّال

اس کے بعد دجّال کی تلاش ہوگی دجّال ایک بہت بڑا فتنہ ہوگا۔ وہ ایک آنکھ کا کانا ہوگا اور جس سواری پر چلے وہ بھی کانا ہوگا۔ لوگوں کے دلوں میں اس قدر اس کا خوف ہوگا۔ اس کی اقتداء کرتے چلے جائیں گے۔ اور اس کو خدا مانیں گے۔ مختلف مقامات سے فارغ ہو کر وہ مکہ اور مدینہ کی طرف رخ کرے گا۔ مگر وہاں پر کامیاب نہ ہوگا۔ ایک مسلمان کے سامنے اپنی خدائی کا دعویٰ کرے گا اور اپنے آپ کو خدا ماننے پر مجبور کرے گا۔ مگر وہ انکار کریں گے اور کہیں گے تو دجّال کافر ہے اس کو غصہ آئے گا اور قتل کر دے گا اور پھر زندہ کرے گا اور کہے گا کہ اب آپ ہماری خدائی کا اقرار کیجیے کیونکہ ہم مارتے بھی ہیں اور زندہ بھی کرتے ہیں۔ وہ فرمائیں گے کہ اب ہم کو یقین ہو گیا کہ تو دجّال ہے اور حدیث میں جو فرمایا گیا ہے کہ ایک مسلمان کے ساتھ وہ ایسا معاملہ کرے گا۔ وہ میں ہی ہوں پھر دجّال غصہ میں آکر ان کو قتل کرے گا اور پھر زندہ کرے گا۔ مگر وہ یہی فرمائیں گے کہ تو کافر اور دجّال ہے پھر وہ قتل کرنا چاہے گا۔ مگر تیسری بار قتل نہ کر سکے گا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کو مدینہ کی طرف آنے کی اطلاع ہوگی وہ آئیں گے اور ایک عصا ماریں گے وہ مر جائے گا۔

یہود و انصاریٰ کا قتلِ عام

قتلِ دجّال کے بعد جہاد کی تیاری ہوگی اور سارے مسلمان جہاد میں شریک ہوں گے اس کو ملحمۂ کبریٰ (جنگ عظیم) کہا گیا ہے جنگ عظیم ہوگی اور اتنا قتل عام ہوگا کہ احادیث میں ہے کہ کوا اڑے گا وہ صبح سے شام تک اڑتا رہے گا۔ مگر لاش ہی لاش دیکھتا جائے گا۔ سارے یہود قتل کر دیے جائیں گے اس وقت زمین پر کوئی یہودی باقی نہیں رہے گا۔ اگر کوئی یہودی پہاڑ کے کھوہ میں چھپ جائے گا تو پتھر سے آواز آئے گی کہ یہاں پر یہودی ہے اس کو قتل کرو۔ یہاں تک کہ سارے یہودی قتل کر دیے جائیں گے۔ رہا نصاریٰ کے متعلق تو پھر لوگ اسلام قبول کر کے مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ وہ محفوظ رہیں گے بقیہ سارے نصاریٰ بھی قتل کر دیے جائیں گے اس وقت سارے عالم میں صرف مسلمانوں کی حکومت ہوگی۔ اسلام میں دین کی تکمیل کا وعدہ کیا گیا ہے۔

جب دین کی تکمیل کماً کیفاً ہو جائے گی تو قیامت قائم ہو جائیگی

دین کی تکمیل دو حیثیتوں سے ہوتی ہے ایک کیفاً

اور ایک کا۔

دین کی تکمیل کا کیفیت کے اعتبار سے مطلب یہ ہے کہ ایک ایک شخص دین کا مجسمہ بن جائے اور کمیت کے اعتبار سے اس کا مطلب یہ ہے کہ تعداد کے لحاظ سے کوئی شخص باقی نہ رہے جو مسلمان نہ ہو جائے۔ دین کی کیفی تکمیل قرن صحابہ میں ہو چکی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابہ کرام کی ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد ہو گئی تھی اور اتنے ہی ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے۔ کوئی نہ کوئی صحابی کسی نہ کسی نبی کی صفت پر ضرور تھے۔ گویا وہ نبی تو نہیں تھے لیکن اخلاق اس نوعیت کے تھے جو انبیاء علیہم السلام کے ہوا کرتے ہیں تو کیفی طور پر دین مکمل ہو گیا لیکن کمیت باقی ہے کہ دنیا میں کوئی بھی باقی نہ رہے جو اسلام قبول نہ کرے اور اس کا وعدہ بھی کیا گیا ہے۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله

یعنی وہ ذات جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ سارے دین پر غالب ہو جائے مطلب یہ کہ سارے ادیان پر اسلام غالب آ جائے اور کوئی فرد باقی نہ رہے یا جیسے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے لا یبقی علی ظهر الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخله الله کلمة الاسلام بعز عزیز۔ یہ پیشین گوئی ابھی تک باقی ہے مگر یہ خاتم المجددین نزول عیسوی کے وقت پوری ہوگی۔ فیکون الدین کله لله اس روایت کے آخر میں یہ جملہ بھی ہے فیکون الدین کله لله اس میں شراح کا اختلاف ہے کہ یہ حضورؐ کا قول ہے یا ابوہریرہؓ کا مقولہ ہے حضورؐ نے تو اتنا فرمایا کہ الا ادخله الله کلمة الاسلام بعز عزیز۔ قال ابوهریرةؓ فیکون الدین کله لله یعنی ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ پھر تو ایک ہی دین ہو جائے گا۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث کے الفاظ ہیں لیکن ہر صورت میں مطلب یہی ہے کہ سارے عالم کا دین صرف ایک ہوگا یعنی اسلام۔

آپ کے مسائل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

حمل گرانے کا گناہ

طلعت ــــــ کراچی

س: حمیدہ نرس نے اب سے تقریباً ڈھائی سال پہلے حمل گرانے کا ایک کیس ایک دوسری نرس کے کہنے پر کیا تھا۔ اس کیس کے تمام پیسے اور خرچہ بھی دوسری نرس نے لیا تھا۔ حمیدہ نے صرف ایک عزت کمانے کے لئے یہ کام کیا تھا اور اس کا کوئی اور ارادہ نہیں تھا۔ اس دن کے بعد سے کئی بار خواب میں اسکو وہی نظر آتا ہے اور وہ بیمار ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ کئی سال کی بیمار ہو۔ حمل ۶ ماہ کا تھا۔ آپ سے صرف اتنا معلوم کرنا ہے کہ اب اس کی تلافی کس طرح ممکن ہے اور وہ کیا کرے کہ اس کے سر سے یہ گناہ عظیم ختم ہو جائے اور وہ جو ہر وقت خوف زدہ رہتی ہے اس کا خوف بھی ختم ہو جائے۔

ج: چھ ماہ کے حمل کو گرانا قتل کا گناہ ہے آپ کو یہ کام کرنے سے پہلے مشورہ کرنا چاہیے تھا۔ بہرحال اب کیا ہو سکتا ہے پانچ وقت کی نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے معافی مانگا کرے اور توبہ کرے کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گی اور جس قدر ممکن ہو صدقہ و خیرات کرتی رہے۔

زیور پر زکوٰۃ

مطلوب احمد ــــــ کراچی

س: میں ایک سرکاری ملازم ہوں۔ آمدنی کا واحد ذریعہ تنخواہ ہے میری بیوی کے پاس جہیز کا اور دوسرا زیور ہے جس پر زکوٰۃ ادا کرنا ہوتی ہے۔ تنخواہ میں سے اتنی بچت ممکن نہیں کہ سالانہ زکوٰۃ ادا کی جائے۔ ایسی صورت میں کیا زکوٰۃ پھر بھی ادا کرنا ہوگی؟ اگر ہاں تو ادائیگی کی صورت کیا ہونی چاہیے؟

ج: بیوی کا جو زیور جہیز میں ملا ہے وہ تو اسی کی ملکیت ہے اور جو زیور سسرال والوں نے اس کو دیا ہے وہ اگر اس کو ملکیت کر دیا گیا ہے اور دونوں زیور مل کر مقدار نصاب کو پہنچتے ہیں تو اس کے ذمہ زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے پیسے نہ ہوں تو زیور کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دے دیا جائے۔ اور اگر سسرال کی طرف سے ملا ہوا بیوی کی ملکیت نہیں بلکہ شوہر کی ملکیت ہے تو دونوں زیوروں کو الگ الگ دیکھیں گے کہ وہ دونوں الگ الگ نصاب کی مقدار کو پہنچتے ہیں یا نہیں؟ اگر وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک نصاب کو پہنچتا ہے تو اس کی زکوٰۃ لازم ہوگی، اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ اوپر لکھ چکا ہوں۔ ورنہ زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی۔

پرائز بونڈ وغیرہ کا حکم

ایک صاحب ــــــ کراچی

س: مجھے فتویٰ درکار ہے۔ پرائز بانڈز، ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ، ٹی بی رافل ٹکٹ، اخبارات میں آنے والے معمے وغیرہ کے بارے میں۔ کیا یہ سب جائز ہیں اور این آئی ٹی یونٹ جن کا خریدنا رکھنا انعام حاصل کرنا سب جائز ہے یا نہیں؟ بینک کا پی ایل ایس نظام اور دیگر منصوبے جو حکومت کے سرمایہ کاری کے ہوتے ہیں کس حد تک درست ہیں یا بالکل ہی غلط ہیں؟

ج: جہاں تک مجھے معلوم ہے این آئی ٹی یونٹ کا منافع حلال ہے اس کے علاوہ جتنی چیزیں آپ نے ذکر کی ہیں ان میں سے کسی کا منافع بھی حلال نہیں۔

قادیانی لاہور بلیو پرنٹ سکینڈل

اک بے بس کلی

بھیڑیوں کے چنگل میں کیسے پھنسی

عام مجرموں کا گروہ کیسٹ سے فائدہ اٹھا کر بڑا گینگ بن گیا

بلیو پرنٹ سکینڈل۔ پولیس نے بلیو پرنٹ سکینڈل کے تین مرکزی کردار ظفر احمد خان، بالر فاروقی اور عائشہ شہباز کو گرفتار کر لیا۔ اس بھیانک انکشاف نے جہاں ہر اس گھر کا سکون برباد کیا جس میں کسی کی عزت اور کسی کی غیرت موجود ہے وہاں مکروہ چہروں کے مرکزی کردار ظفر احمد خان کے خلاف ہر ذہن، ہر زبان پہ ایک تحریک نے جنم لیا کہ ملزم کو عبرتناک سزا دی جائے۔ ملزمان کی گرفتاری سے جیل بھیجے تک کی تفصیلات تو قارئین اخبارات میں پڑھ چکے ہیں لیکن اس کے پس پردہ حقائق کو کسی نے بے نقاب نہ کیا۔ ظفر احمد خان کون ہے؟ بالر فاروقی سے اس کا تعلق کیسے ہوا؟ عائشہ شہباز ظفر احمد خان تک کیسے پہنچی؟ بلیو پرنٹ کیسے بنائے گئے؟ بلیک میلنگ کا ڈراپ سین کیسے ہوا؟ ملزمان کی پشت پناہی کرنے والے کون ہیں؟ یہ سب جاننے کے لیے جب متعلقہ لوگوں سے رابطہ کیا تو بعض اہم انکشافات ہوئے جنہیں قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے۔

ظفر احمد خان جب ۱۹۸۰ء میں بہاولپور یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا تو اس نے ایک طالب علم تنظیم کی طرف سے یونیورسٹی کے منتخب صدر اور بعد میں ایک سیاسی جماعت کے کارکن کی حیثیت سے ملکی سیاست میں حصہ لیا لیکن ان دنوں اس کی مالی حالت پتلی ہی رہی پھر ایک ایڈورٹائزنگ کمپنی ریورس کے نام سے قائم کی۔ ظفر احمد خان کا پنجاب یونیورسٹی شعبہ فائن آرٹس میں بھی ان دنوں آنا جانا تھا اس دوران اس کی ملاقات بالر فاروقی سے ہوئی تو ظفر احمد خان نے اپنے ایڈورٹائزنگ کمپنی میں کام کرنے کی پیشکش کی جسے بالر فاروقی نے قبول کر لیا۔ آغاز میں ایک ہزار روپے ماہانہ طے پایا۔ بالر فاروقی نے باقاعدگی سے کام شروع کر دیا اس ذمے ماڈلنگ اور اہم شخصیات سے رابطے اور فائنل رپورٹ تیار کرنا تھی ماڈلنگ کے لئے بالر فاروقی فائن آرٹس کی طالبات سے بھی رابطہ رکھے ہوئے تھی جن دنوں بالر فاروقی نے ظفر احمد خان کے ساتھ کام کا آغاز کیا۔ وہاں جمیو اور اختر نامی شخص بھی کام کرتے تھے۔

ظفر احمد خان، بالر فاروقی اور جمیو ہی زیادہ تر کمرشل سنٹر پر کام کرتے ہیں۔ بالر فاروقی اقبال ٹاؤن کی رہنے والی ہے اور فائن آرٹ میں عائشہ سے دو سال سینئر تھی اسکی شعبہ فائن آرٹس میں ایک روز عائشہ شہباز سے ملاقات ہوئی تو اس نے عائشہ کو اپنے آفس آنے کی دعوت دی ظفر احمد خان سے جب عائشہ کی پہلی ملاقات ہوئی تو اس نے عائشہ کو پارٹ ٹائم کام کی پیشکش کی تو عائشہ نے اپنے والد شہباز سے اجازت لیکر ”ریورس“ میں کام شروع کر دیا عائشہ تقریباً ۸ مہینے اس کمپنی کے لیے کام کرتی رہی تقریباً چھ ماہ قبل عائشہ حسب معمول آفس پہنچی تو ظفر احمد خان، بالر اور جمیو وہاں موجود تھے ظفر احمد خان نے وہاں عائشہ کو مشروب پلایا، اس مشروب میں نشہ آور نشے ملا دی گئی جس کے بعد

قادیانیوں کے گھناؤنے کاروبار

قادیانیوں کا یہ سکینڈل کوئی نیا نہیں اس قسم کے دھندے وہ کرتے رہتے ہیں۔ بیرون ملک انہوں نے ایسے ہوٹل بنائے ہوئے ہیں جہاں خوبصورت لڑکوں اور لڑکیوں کا دھندہ ہوتا ہے۔ شراب اور خنزیر کا گوشت بیچتے ہیں چند سال پہلے پیر صلاح الدین نامی ایک شخص جو راکل نیلی یعنی مرزا قادیانی کے خاندان کا ایک فرد ہے اور جس نے راولپنڈی میں ہوٹل بنایا ہوا تھا اس گندے کاروبار میں گرفتار ہو چکا ہے اس کا منہ کالا کر کے سڑکوں پر بھی گھمایا گیا تھا لیکن وہ قادیانی افسروں کی ملی بھگت سے بچ گیا۔ اور تو اور مرزا طاہر کا باپ مرزا محمود جو قادیانیوں کا دوسرا پیشوا تھا اس کے گھناؤنے کردار پہ باقاعدہ کتابیں چھپی ہوئی موجود ہیں۔ ان صفحات میں جو کچھ پیش کیا گیا ہے وہ قادیانیوں کے لیے دعوت فکر ہے۔

پہلے وڈیو کیسٹ ظفر کے دفتر میں عائشہ کو نشہ پلا کر بنائی گئی جو ابھی تک پولیس کو نہیں ملی۔!

عائشہ کو کچھ ہوش نہ رہا تب ظفر احمد خان نہالہ کی مدد سے عائشہ کے باپردہ جسم کو مادرزاد برہنہ کر دیا شیطانی کھیل شروع ہو گیا۔

اور شیطو ظفر احمد خان کی مدد سے درندگی کو کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کرتا چلا گیا۔ یہ شارٹ تقریباً بیس منٹ کا تیار کیا گیا جب عائشہ کو ہوش آیا تو اسے پہلے یہ کہا گیا کہ تمہیں اچانک چکر آ گیا تھا لیکن وہ مطمئن نہ ہوئی کیونکہ اس کا جسمانی کرب اسے سمجھا چکا تھا کہ اس پر ایک قیامت ٹوٹ چکی ہے لیکن اس وقت اس نے اس امر کا اظہار نہ کیا شیطان صفت ظفر احمد خان اور نہالہ اس کے سامنے بیٹھے قہقہے لگاتے رہے اور وہ ڈری سہمی سی ان کے پاس نظر یں جھکائے بیٹھی رہی غروب آفتاب کے بعد نہالہ نے اسے گھر جانے کا کہا تو وہ ڈولتے قدموں جب گھر کی دہلیز پر پہنچی تو ایک باپ کی نظروں نے بھانپ لیا تھا کہ ضرور کوئی طوفان ہو گزرا ہے بیٹی سے پوچھا بھی لیکن عائشہ محض ناسازی طبع کا بہانہ بنا کر نظروں سے اوجھل ہو گئی پھر ماں سے آنکھیں چار ہوئیں تو عائشہ گھبرا گئی۔ لیکن شدید اصرار کے باوجود بھی کچھ نہ بتا سکی کیا بتاتی؟ گھر والوں نے بھی محسوس کیا کہ اس روز کے بعد سے عائشہ کے معمولات بھی بدل گئے روزانہ نیند کی گولیاں کھانے کے باوجود وہ رات بھر تارے گنتے گزار دیتی ہر صبح اس کے لئے قیامت بن کر آتی اور وہ ظفر احمد خان کی ہوس کا نشانہ بنتی رہتی ایک روز عائشہ نے مزاحمت کی تو ظفر احمد خان نے نہالہ سے کہا کہ اسے کچھ دکھا دو اور پھر جو عائشہ نے دیکھا وہ اسے زندہ درگور کر دینے کے لئے کافی تھا یوں عائشہ ایک کھلونا بن گئی ظفر احمد خان نے اپنے اس شیطانی کھیل کا کیسٹ اپنے استاد ساتھی ہم پیالہ ہم نوالہ ایک وکیل کو دکھایا تو اس کی رال بھی ٹپک پڑی اور پھر اس کمپنی کا دفتر "عیاشی بازار" کی صورت میں تبدیل ہو گیا ظفر احمد خان جب بھی کسی بلیو فلم سے رابطہ کرتا تو اسے کسی خاص کارندے کو مدعو کرتا شراب و شباب کی اس محفل میں عائشہ کی بے بسی ہی دم توڑتی کچھ عرصہ قبل عائشہ نے جب ظفر احمد خان کو یہ دھمکی دی کہ وہ خود کسی پولیس تھانے میں حاضر ہو کر سب کچھ بتا دے گی تو ظفر احمد خان نے اسے کہا کہ اس ملک میں ایسا کوئی قانون نہیں جو مجھے گرفت میں لے سکے یہ تھانیدار اور بڑے افسر بھی میرے مرید ہیں میرے ساتھ کھاتے ہیں میرے ساتھ پیتے ہیں۔

یہ شوق اور خوش فہمی بھی پوری کر لو عائشہ ایک بار پھر بے بس ہو چکی تھی لیکن اس نے اپنے طور پر یہ کوشش جاری رکھی کہ کسی طرح ظفر کے جال سے نکل جائے لیکن کیسے؟ یہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا مدد چاہتی تو کس سے؟ اسے کیا کہتی؟ وہ جانتی تھی کہ جس سے بھی وہ مدد چاہے گی اسی کے چکر میں پھنس جائے گی۔ پھر ظفر احمد خان جیسا نہیں اس کے قبیلے کے کئی شیطان اس کے جسم کو نوچتے پھریں گے ایک روز عائشہ نے ظفر احمد خان سے کہا کہ وہ خودکشی کرے گی لیکن اس دنیا سے جانے سے پہلے ایسی تحریر چھوڑ جائے گی کہ ظفر احمد تم سزا سے بچ نہیں سکو گے ظفر احمد خان اس دھمکی سے پریشان ہوا وہ اپنے عمل سے بھی واقف تھا اور عائشہ کی بے بسی بھی اس کے سامنے تھی۔ اسے غیر ارادی طور پر یقین سا ہو گیا کہ عائشہ ایسا کر گزرے گی اور پھر اس نے ایک "آخری کھیل" کے وعدے کے ساتھ اسے آزاد کر دینے کا کہا عائشہ چار

کیا یہ قادیانیوں کی شرارت ہے؟

سکینڈل کا اہم کردار وکیل قادیانی ہے

اس نے چند ماہ قبل لندن میں مرزا طاہر احمد سے ملاقات کی تھی

وہ دلدار بھٹی سے بھی لاکھوں روپے فراڈ سے ہتھیا چکا ہے

بلیو پرنٹ سکینڈل کا ایک اہم کردار وکیل چونکہ قادیانی ہے لہٰذا یہ بھی قیاس کیا جا رہا ہے کہ ملزم کسی شرارت کے تحت مسلمان لڑکیوں کو ورغلا کر کیسٹیں تیار کراتا تھا یہ وکیل لاہور کی ایک بدنام شخصیت شمار کیا جاتا ہے کیونکہ دو سال قبل اس نے دلدار پرویز بھٹی اور جنگ کے فوٹو گرافر معین الدین۔ حمید میت۔ درجنوں لوگوں سے دھوکہ دہی سے لاکھوں روپے ہتھیائے اور خود لندن فرار ہو گیا تھا دلدار بھٹی نے یہ رقم اپنا پلاٹ گروی رکھ کر ادھار حاصل کی تھی بہرحال تقریباً آٹھ نو ماہ بعد یہ واپس پاکستان آ گیا لیکن اس نے کسی کو بھی پیسے واپس نہ کئے بلکہ ہر مطالبہ کرنے والے کو عدالت کا راستہ دکھلاتا رہا۔

معلوم ہوا کہ اس وکیل نے لندن میں اپنے قیام کے دوران مرزا طاہر احمد سے ملاقات کی تھی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ یہ بلیو پرنٹ کیسٹیں جو کہ ۲۲ کے قریب ہیں پہلے ہی لندن پہنچا چکا ہے تاکہ قادیانی ان کیسٹوں کا سہارا لے کر مسلمانوں کو بدنام کر سکیں کہ ان کی لڑکیاں تو ایسی ہیں سر عام بلیو فلمیں بنواتی ہیں۔ اس وکیل کے خلاف تھانہ جنوبی کینٹ میں دھوکہ دہی، فراڈ کے متعدد مقدمات درج ہیں۔ اسے انسپکٹر نوید سعید نے گرفتار بھی کر لیا تھا۔

کیسٹ کے استعمال میں معاونت کرنے والا وکیل کس طرح بچ رہا ہے

شیطانوں کے سامنے ایک بار پھر تڑپتی رہ گئی۔

یہ تھا وہ آخری کھیل جس میں ظفر احمد خان کا ایک وکیل دوست بھی شامل تھا کھیل ختم ہو چکا تو عائشہ آزاد کر دی گئی کچھ عرصہ بعد عائشہ نے سروس شو زکمپنی نزد شیزان مال روڈ پر پارٹ ٹائم کام شروع کر دیا یہاں کام کرتے ہوئے ابھی اسے چند روز ہی ہوئے تھے کہ ایک روز بالہ فاروقی سمن آباد میں اس کے گھر پہنچی۔ اس سے پہلے بھی وہ کئی بار ان کے گھر آ چکی تھی عائشہ کی فیملی بھی اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی تھی بالہ بھی عائشہ کو وقت بے وقت بازار کل شاپنگ کے بہانے لے جاتی تھی تو کبھی ماڈلنگ کے بہانے لیکن یہ ان دونوں کی بات تھی جب وہ بے بس پنچھی کی مانند تھی لیکن اب قدرے پرسکون زندگی گزار رہی تھی عائشہ گھر موجود نہ تھی اس کی والدہ نے بالہ سے کہا کہ عائشہ سے پوچھ لیں گے کام تو بہرحال اس نے کرنا ہے ہم اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔

دوسری طرف ظفر احمد خان سے ٹیپو کا لین دین پر تکرار ہو گیا ٹیپو کا کہنا تھا کہ کمپنی کے ذمے اس کے چھ ہزار روپے واجب الادا ہیں لیکن ظفر احمد خان یہ رقم دینے کے لیے قطعاً تیار نہ تھا چند روز موقع غنیمت جانا اور دفتر سے بلیو پرنٹ کی ویڈیو کیسٹ غائب کرنے میں کامیاب ہو گیا جس میں عائشہ بالہ اور ظفر احمد خان کے گھناؤنے کردار کو محفوظ کیا گیا تھا پھر کیا تھا ٹیپو کا انداز گفتگو بھی بدل گیا لیکن ظفر احمد خان سے معاملہ نبٹانے سے پہلے وہ ایک روز عائشہ کے پاس سروس شوز آفس آیا جہاں عائشہ کام کرتی تھی اسے ویڈیو کیسٹ کے بارے میں بتا کر آٹھ سو روپے لے گیا پھر ظفر احمد خان کے قریبی ساتھی وکیل کے پاس گیا اور اسے کہا کہ اگر مجھے رقم ادا نہ کی گئی تو ویڈیو کیسٹ عام کر دوں گا اس موضوع پر ظفر خان کا مشیر بن گیا اور یوں ظفر احمد خان نے دو ہزار روپے کی ادائیگی ٹیپو کو کر دی لیکن ساتھ ہی سنگین نتائج کی دھمکی بھی دی۔ بڑے آفیسر اور پولیس والوں سے اپنے تعلقات کی وجہ سے ظفر اپنے آپ کو ایک بااثر شخصیت تصور کرتا تھا لیکن ٹیپو اس کی دھمکی میں نہ آیا بقایا چار ہزار روپے تو اس کے حساب میں ویسے ہی ڈوب چکے تھے اب وہ کوئی ایسا حربہ آزمانا چاہتا تھا کہ ظفر احمد خان ذلیل و رسوا ہو پھر اس نے مقامی پولیس سے رابطہ کیا یوں ڈرامے کا ڈراپ سین قانون کے محافظوں نے تیار کیا اور ویڈیو کیسٹ بالہ فاروقی کی کار میں عین اس وقت رکھوا دی جب بالہ فاروقی وہاں موجود نہ تھی نیز پولیس نے اپنی رپورٹ میں کامیاب چھاپے کا ذکر کرتے ہوئے

پنجاب یونیورسٹی فائن آرٹ کی طالبات عائشہ اور بالہ بلیک میلروں کے چکر میں کیسے پھنسیں۔؟

لکھا کہ گشت کے دوران ایک خراب سوزوکی کار کو مشکوک پاکر تلاشی لی تو ویڈیو کیسٹ برآمد ہوئی جسے وی سی پی پر چلا کر دیکھا تو اس میں ایک پاکستانی مرد ایک پاکستانی عورت کے ساتھ مکمل برہنہ ہو کر بد فعلی کرتے ہوئے پایا گیا۔

جبکہ اسی فلم میں ایک دوسری پاکستانی عورت یہ فعل کرنے والوں کی معاونت کر رہی ہے۔ مذکورہ پولیس رپورٹ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ انتہائی مضحکہ خیز امر ہے کہ ہماری پولیس نے ایک خراب گاڑی کو مشکوک پاکر تلاشی لی۔ حالانکہ یہاں چلتی ہوئی کاروں میں کیا کچھ نہیں ہوتا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کیا پورے لاہور میں اس روز صرف ایک ہی ایسی سوزوکی کار خراب ہو کر سڑک کے کنارے کھڑی تھی اصل بات یہ تھی کہ پولیس ملزم ٹیپو کو تحفظ دینے کے عوض تمام تر کارروائی اپنے کریڈٹ میں شامل کرنا چاہتی تھی۔ اور وہ اس میں کامیاب رہی۔ لیکن پولیس اس گھناؤنے فعل کے اصل مجرم کو ابھی تک نہیں پکڑ سکی ظفر احمد خان کے رشتہ دار اس وکیل کا اس کھیل میں کیا کردار ہے؟ ٹیپو کو حراست میں کیوں نہیں لیا گیا؟ حقیقت یہ ہے کہ پولیس ٹیپو کو اس لئے شامل تفتیش نہیں کرنا چاہتی کہ اس سے ان کی "کارروائی" کا علم سب کو ہو جائے گا۔

پولیس کے پاس جو ویڈیو کیسٹ ہے یہ نمبر 2 کیسٹ ہے جو بعد میں تیار کی گئی مشروب میں نشہ ور شے ڈال کر جو پہلی کیسٹ تیار کی گئی وہ کدھر گئی؟ ظفر احمد خان کے دوست وکیل کے پاس وہ کیسٹ کتنے روز رہی؟ کیا اس نے اس کی کاپی نہیں بنوائی؟ اس کی نشاندہی اور ضمانت کیسے ممکن ہے؟

عائشہ کی گرفتاری کیسے ہوئی؟

بالہ فاروقی کو جب پولیس نے شامل تفتیش کر لیا تو اس کی نشاندہی پر پولیس عائشہ شہباز کے گھر تک بھی جا پہنچی، عائشہ شہباز جیسے روز پولیس ریڈ کے وقت گھر موجود نہ تھی روولیڈی پولیس کانسٹیبلز کے ہمراہ بالہ فاروقی جب عائشہ کے گھر گئی تو عائشہ کی والدہ نے اسے اپنے ڈرائنگ روم میں بٹھایا اس دوران عائشہ کے بارے میں بالہ نے کہا کہ وہ شاپنگ کے لیے جانا چاہتی تھی اسلئے عائشہ کو لینے آئی ہے لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ عائشہ گھر نہیں تو رات 8 بجے آنے کا کہہ کر چلی گئی۔ اس دوران عائشہ کی

نفیرا ے ملک عائشہ کی وکالت کے لئے کیوں اصرار کرتا رہا

بلیو پرنٹ سکینڈل کیس کے دو ملزمان ظفر احمد خان اور بالہ کا وکیل صفائی نفیرا ے ملک 15 نومبرات گئے تک عائشہ کے والد شہباز سے رابطہ کی کوشش کرتا رہا۔ اور پھر عدالت میں ملزمان کی پیشی کے دوران یہ پیشکش کی کہ اگر عائشہ کی طرف سے اسے وکیل صفائی مقرر کیا جائے تو وہ بلا معاوضہ کیس کی پیروی کرنے کو تیار ہے شہباز نے یہ پیشکش منظور نہ کی اور دوسرے وکیل عزیز کو اپنے کیس کیلئے مقرر کیا۔

والدہ کو ذرہ بھر شک نہ ہونے دیا کہ بالہ فاروقی اکیلے یہاں کیوں آئی تھی؟ اور اس کے ساتھ آنے والی عورتیں کون تھیں؟

رات آٹھ بجے بالہ فاروقی جب دوبارہ عائشہ کے گھر آئی تو گیٹ پر ہی اس نے عائشہ کو بلا لیا اس وقت عائشہ کے گھر ان کے کچھ عزیز بھی آئے ہوئے تھے عائشہ نے ڈینڈسنٹ گیٹ پر بالہ سے باتیں کیں اور پھر صحن کی طرف چلی گئی اپنا دوپٹہ اتار کر والدہ کو دیا اور ان سے چادر لے کر دوبارہ گیٹ کی طرف چلی گئی گھر والے یہی سمجھے کہ وہ بالہ کے ساتھ کوئی بات کر رہی ہے لیکن بالہ نے عائشہ کو یونہی باہر بلایا، منتظر پولیس نے اسے دبوچ لیا اور کار میں بٹھا لیا ایک اور کار بھی انکے تعاقب میں تھی جس میں کچھ پولیس کے مسلح جوان بھی تھے عائشہ نے مزاحمت نہ کی ایک بار پھر وہ بے بس ہو گئی تھی لیکن اب کی بار وہ قانون کے محافظوں کے سامنے بے بس ہوئی تھی۔

عائشہ پولیس اسٹیشن پہنچ چکی تھی لیکن دوسری جانب اس کے گھر والے ابھی تک اسی انتظار میں تھے کہ عائشہ واپس آ جائے۔ عائشہ کی والدہ مہمانوں کے پوچھنے پر گیٹ کی جانب گئیں گیٹ کھلا تھا لیکن عائشہ وہاں کہیں نظر نہ آئی ممتا کی ماری ماں باہر نکلی اور سڑک کے موڑ تک آ کے دیکھا لیکن عائشہ کہیں نظر نہ آئی وہ وہاں ہوتی تو نظر آتی۔ جب وہ واپس ہوئی تو مہمانوں نے پھر دریافت کیا انہوں نے کہا کہ اس کی سہیلی آئی تھی اس کے ساتھ کہیں گئی ہے۔ پھر عائشہ کے والد بھائی باہر نکلے کچھ دیر تلاش و انتظار کیا لیکن عائشہ نہ آئی رات ۱۰ بجے تک وہ اسی انتظار میں رہے کہ وہ ابھی آ جائے گی جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا ان کے وسوسے بڑھتے جا رہے تھے پھر انہیں خیال آیا کہ کہیں بالہ اسے گلبرگ میں واقع دفتر میں نہ لے گئی ہو وہ گلبرگ چلے گئے وہاں معلوم ہوا کہ ظفر احمد خان کا دفتر بھی کئی دنوں سے بند ہے اور چوکیدار ڈیوٹی پر ہے وہ پولیس تھانہ گلبرگ گئے وہاں سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ علاقہ دوسرے تھانے میں ہے وہاں سے معلوم کیا تو انہوں نے صرف اتنا کہا کہ ظفر احمد خان کی شہرت اچھی نہیں۔ پریشان حال باپ گھر گیا تو رات ۱۲ بجے کے قریب گھر پہنچا اور پھر عائشہ کے نام آنے والے شادی کے دعوت نامے کی تلاش شروع کر دی جو کچھ عرصہ قبل بالہ نے انہیں بھیجا تھا وہ بالہ کے گھر کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے کارڈ تلاش کے بعد جب ملا تو انہوں نے اس پر درج فون نمبر پر رابطہ کیا کسی نے فون ریسیو کیا دریافت کیا کہ بالہ کہاں ہے جواب ملا یہاں بالہ نام کی کوئی لڑکی نہیں! پھر فون کیا جواب ملا وہ سو رہی ہے تب انہیں شک گزرا کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔ اپنے چند عزیزوں کے ہمراہ رات ایک بجے علامہ اقبال ٹاؤن بالہ فاروقی کے گھر پہنچے جہاں

باقی صفحہ ۲۰ پر

قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگذشت

کتابت کمپیوٹر • طباعت عمدہ • رنگین کور

دیدہ زیب ٹائیٹل

صفحات ۴۵۰

اس کتاب میں ردِ قادیانیت پر لکھی جانیوالی ایک ہزار کتاب کا مکمل تعارف نے لاگ تجزیہ کیا گیا ہے

یہ کتاب ختم نبوت، حیات عیسیٰ، کذب مرزا، مرزائیوں کے خلاف قانونی احتساب (مقدمات) مرزائیوں کے خلاف مباہلہ و مناظرہ جات، مرزائیوں کیخلاف علمی جہاد (فتوی جات)

مرزائیوں کے کریکٹر و کردار اور سیاسی امت کی سرگزشت پر مشتمل اس عنوان کی انتہائی قابل قدر محنت ہے

— اس کتاب سے ردِ قادیانیت پر کام کرنے کے لیے نئے تقاضوں اور نئے منصوبوں سے آپ آگاہ ہوں گے

— یہ کتاب دراصل ردِ قادیانیت سے متعلق ایک ہزار واقعات کی ایسی دستاویز ہے جسے پڑھے بغیر آپ کی معلومات نامکمل ہوں گی

— اس عنوان پر حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے سب سے پہلے کام کیا۔ اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے محنت کر کے ان حضرات کے اس مشن کی تکمیل کا اہتمام کیا ہے

— قادیانی مذہب نامی کتاب مرزائیت کے حوالہ جات کے لیے انسائیکلوپیڈیا ہے اسی طرح یہ کتاب قادیانیت کے خلاف علمی واقعات کی مکمل دستاویز ہے

— یہ کتاب آج تک قادیانیت کے خلاف ہونے والے علمی کام کی مکمل تاریخ ہے

ساڑھے چار صد صفحات کی اس مجلد کتاب کی قیمت مجلس نے صرف ۵۰ روپے رکھی ہے۔ دس روپے ڈاک خرچ کل ساٹھ روپے کے منی آرڈر یا ڈرافٹ آنے پر کتاب رجسٹرڈ ڈاک سے ترسیل ہوگی

وی پی ہرگز نہ ہوگی

ملنے کا پتہ ○ ناظم دفتر مرکزیہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، حضوری باغ روڈ ملتان، پاکستان

میں نے مرزائیت کیوں چھوڑی اور مرزائیت میں کیا دیکھا؟

قادیانی جماعت کی لائبریری کے انچارج مرزائیت سے توبہ اور مرزائیت کی حقیقت سے پردہ اُٹھاتے ہیں۔

ملاقات: ڈاکٹر حسن اختر راز

رحمت اللہ شاہ صاحب موضع کیسراں تحصیل پنڈی گھیب ضلع اٹک میں رہائش پذیر ہیں ۱۹۴۷ء میں تقسیم پاکستان کے وقت آپ ہندوستان سے ہجرت کرکے پاکستان آگئے اور یہاں موضع کیسراں میں آباد ہوگئے۔ اب یہاں ان کی ذاتی آٹا پیسنے کی چکی آرا وغیرہ ہے۔ رحمت اللہ شاہ کٹر مرزائی تھے لیکن جس وقت تحریک ختم نبوت چلی (بھٹو صاحب کے دور میں یعنی ۱۹۷۴ء) میں اس وقت یہ پروپیگنڈہ سیکرٹری تھے۔ اسی دور میں میرے والد صاحب کی ذاتی کاوشوں کے نتیجے میں اور اسلام اور مرزائیت کے تقابلی جائزے سے یہ بات ان پر کھل گئی کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے، یہ وہ دور تھا جب اس شخص کو کسی پل چین نہ تھا۔ سچائی کی تلاش میں دن رات ایک کیا اور بالآخر ایک سہانی صبح جب میں اور میرے والد صاحب صبح کی نماز مسجد سے پڑھ کے آئے اور ناشتہ کر رہے تھے کہ رحمت اللہ شاہ ہمارے گھر آگئے اور میرے والد صاحب سے کہنے لگے کہ میں مرزائیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں چنانچہ اسی وقت موضع میں اعلان کیا گیا بہت سے لوگ اکٹھے ہوگئے اور انہیں مرکزی جامع مسجد میں لے جاکر مرزائیت سے توبہ کرواکے کلمہ پڑھایا گیا مٹھائیاں تقسیم کی گئیں بعد ازاں ان کے اہل خانہ اور بچوں کو بھی کلمہ پڑھایا گیا۔ ان کے دو بیٹے عنایت اللہ شاہ اور حفیظ اللہ شاہ ہیں۔

ان میں موخر الذکر کٹر مذہبی آدمی ہیں۔ اور دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ابھی گذشتہ دنوں رحمت اللہ شاہ سے چند باتیں درونِ خانہ کی ہوئیں تفصیل درج ذیل ہے۔

سوال: کیا آپ پیدائشی مرزائی تھے یا بعد میں آپ نے اس مذہب کو قبول کیا؟

جواب: جی نہیں الحمدللہ میرے والدین کٹر مسلمان تھے اور میں بذات خود بھی مسلمان تھا لیکن زندگی میں بھوک اور افلاس کی وجہ سے جب میں ذریعۂ معاش ڈھونڈ رہا تھا تو اس وقت چند ایسی آئیں ہوئیں جن کی بنا پر میں راہ حق سے ہٹ کر ظلمت کے اندھیروں میں چلا گیا۔

سوال: آپ ذرا اس بات کی وضاحت کریں گے کہ ذریعہ معاش اور مرزائیت کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

جواب: دراصل مسئلہ یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء سے پہلے عموماً لوگ مزدوری کے لیے حیدرآباد جاتے تھے۔ اور وہاں عموماً سالانہ جلسہ قادیان میں تقریباً مہینے بھر کے لئے لنگر ہوتا۔ تو مزدور لوگ وہاں مفت کھانے کے لالچ میں چلے جاتے اور یوں ان مذہبی ٹھیکیداروں کی رنگین باتوں میں آجاتے۔

سوال: آپ نے تقریباً کتنے سال مرزائیت میں گذارے

جواب: تقریباً ۲۰ سال۔

سوال: اس اثناء میں آپ نے کیا کیا خدمات انجام دیں؟

جواب: اس دوران میں نے مرزائیت کی بہت زیادہ خدمت کی ہے تقریباً ۱۰، ۸ سال میں ان کا سیکرٹری رہا پھر تقریباً ۹ سال میں لائبریرین رہا۔ پھر تقریباً سات سال میں نے بطور پروپیگنڈہ سیکرٹری کے کام کیا۔

سوال: شاہ صاحب! ایک آدمی جب اچانک حق کی جانب سے ظلمت یا کفر کے اندھیرے میں جاتا ہے تو اسے محسوس ضرور ہوتا ہے کہ میں اندھیرے میں آگیا ہوں کیا آپ نے ایسا محسوس نہ کیا؟

جواب: دراصل یہ مذہب ہی ایسا ہے کہ آدمی صرف خود کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے اب آپ یقین کیجئے کہ ان ۲۸ سالوں کے دوران میں بھی آپ لوگوں کو کافر سمجھتا تھا اور خود کو مسلمان سمجھتا تھا۔ مجھ پر حقائق اس وقت واضح ہوئے جب مجھے سات امتحانوں سے گذار کر پروپیگنڈہ سیکرٹری بنایا گیا۔ اس وقت جو کچھ مجھ کو بتایا گیا یا جو کچھ میں نے جانا۔ دراصل میری آنکھیں تو سو فیصد کھلیں اور پھر میں حق کی تلاش میں لگ گیا اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے ہدایت پالی۔

سوال: ہم آپ کو جو لٹریچر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مہیا کرتے ہیں کبھی آپ نے ہماری ان کتابوں کا مرزائی لٹریچر سے موازنہ کیا ہے؟

جواب: دراصل میں لائبریری انچارج تھا مسلمان ہونے کے بعد میں نے تمام کتابیں انہیں واپس کر دیں تھیں لیکن پھر بھی چند میرے پاس موجود ہیں۔ اور چونکہ میں نے منوں کے حساب سے مرزائی لٹریچر پڑھا ہے لہٰذا میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ختم نبوت کی کتابوں کا تجزیہ سو فیصد درست ہے۔

سوال: لیکن یہ لوگ (مرزائی) ہماری ان کتابوں اور لٹریچر کو جھٹلاتے ہیں کہتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں یہ کچھ نہیں ہے یہ اپنے پاس سے لکھا گیا ہے اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: دراصل ان لوگوں نے پرانی کتابوں کو یا تو ضائع کر دیا ہے اور یا پھر چھپا دی ہیں اور نیا مواد قابل اعتراض باتوں کو نکال کر چھپوایا ہے اس لئے یہ ایسا کہتے ہیں بہرحال آپ کے سامنے جو اعتراض کرے اسے میرے پاس لے آئیں۔ اور پھر آپ دیکھیں کہ کس زمانے کا لوہا آج کل کے لوہے کو کیسے کاٹتا ہے۔

سوال: آپ نے دوبارہ اسلام قبول کرنے کے بعد کیسے محسوس کیا؟

جواب: انتہائی روحانی سکون، ہدایت۔

سوال: آپ مقامی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشن کے بارے میں کیا کہیں گے؟

جواب: میں ان کے اور آپ کے کام سے بہت مطمئن ہوں اور بہت خوش ہوں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ مقامی مجلس تحفظ ختم نبوت والی چٹان اگر اس کفر کے دریا میں حائل نہ ہوتی تو

باقی صفحہ ۲۶ پر

مرزائی وساوس اور ان کا جواب

از حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی رح

نبوت جیسا بنیادی مسئلہ جو کفر و ایمان کے درمیان ایک حد فاصل کی حیثیت رکھتا ہے، مرزائیوں نے جب اجراء نبوت کو قرآن، احادیث، اجماع امت، صحابہ، تابعین، فقہاء، متکلمین، محدثین کے خلاف پایا تو ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے تحت چند متقدمین کی مبہم عبارات کا سہارا لینا شروع کیا۔ اگرچہ دوسری جگہ ان حضرات کی صریح عبارات نے قادیانی استدلال کا بھانڈا پھوڑ دیا تاہم مرتا کیا نہ کرتا کے تحت جو کچھ اسی قسم کے دلائل یا وساوس اُن کے ہیں ہم ان کا بھی جواب دینا چاہتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ پر مرزائی افتراء

مرزائی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے۔ قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ بحوالہ در منثور آیت خاتم النبیین اور تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵ پر ہے۔ یہاں تلبیس کر کے باقی عبارت کو انہوں نے کاٹ دیا۔ یہ لفظ صدیقہؓ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا۔ اصلہا فی حدیث عیسٰی انہ یقتل الخنزیر و یکسر الصلیب و یزید فی الحلال ای یزید فی حلال نفسہ بان یتزوج و یولد لہ وکان لم یتزوج قبل رفعہ الی السماء فزاد فی الھبوط فی الحلال فحینئذ یؤمن کل احد من اھل الکتاب و یتیقنون انہ بشر و عن عائشۃ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ اس پوری عبارت سے معلوم ہوا کہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل نکاح نہیں کیا تھا۔ آسمان سے اترنے کے بعد نکاح کریں گے اور اولاد بھی ہوگی۔ یہی حلال میں اضافہ ہے۔ خنزیر خوری اور صلیب پرستی کا خاتمہ کریں گے۔ اور سب اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے اس لئے حضور علیہ السلام کو خاتم الانبیاء کہو۔ لیکن لا نبی بعدہٗ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول سے انکار کی بنیاد پر نہ کہو۔ آپ کا مقصد لا نبی بعدہٗ کی نفی سے فقط یہ ہے کہ اس لفظ کو نزول عیسٰی کی نفی کے معنی میں استعمال کرنے مت کہو باقی جدید نبوت کی نفی میں حضرت صدیقہؓ خود نفی کے قائل ہیں کہ مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۱۲۹ میں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعا روایت کی ہے۔ لا یبقی بعدی من النبوۃ الا المبشرات ای الرؤیا

اس سے مقصود وہ قرب الٰہی ہے جو فیض نبوت سے حاصل ہوتا ہے۔ خود نبوت مراد نہیں کیونکہ رُومی خود ختم نبوت کے قائل ہیں۔ دفتر پنجم میں ہے۔

یارسول اللہ رسالت را تمام۔
تو نمودی ہمچو شمس بے غمام۔

دفتر چہارم میں ہے۔

ایں ہمہ انکار کفران زاد شان۔
چوں در آمد سید آخر زمان۔

علامہ قاری پر افتراء

موضوعات کبیر ص ۵۸ میں حدیث لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ لَکَانَ نَبِیًّا قُلْتُ مَعَ هٰذَا اَیِ الضُّعْفِ لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ وَصَارَ نَبِیًّا وَکَذَا لَوْ صَارَ عُمَرُ نَبِیًّا لَکَانَ مِنْ اَتْبَاعِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَعِیْسٰی وَخِضْرٍ وَاِلْیَاسَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فَلَا یُنَاقِضُ قَوْلَهٗ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اِذِ الْمَعْنٰی لَا یَاْتِیْ نَبِیٌّ بَعْدَهٗ یَنْسَخُ مِلَّتَهٗ وَلَمْ یَکُنْ مِنْ اُمَّتِهٖ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابراہیم اور عمر کی نبوت اگر ہوتی تو عہد نبوت میں ہوتی نہ بعد زمانے میں اور عیسٰی خضر و الیاس علیہم السلام اگر آئیں تو وہ پرانے ہیں نئے نہیں لہذا وہ بحیثیت امتی آئیں گے۔ خود علامہ قاری نے شرح شمائل باب اول ص ۲۳ میں یہی فرمایا ہے۔ اَنَّهٗ خَاتَمُهُمْ اَیْ جَاءَ آخِرَهُمْ فَلَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَاَیْ لَا یُنَبَّاُ اَحَدٌ بَعْدَهٗ فَلَا یَرِدُ نُزُوْلُ عِیْسٰی بَعْدَهٗ لِاَنَّهٗ مِمَّنْ نُبِّئَ قَبْلَهٗ وَیَعْمَلُ بِشَرِیْعَتِهٖ مُسْتَمِدًّا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَّةِ وَقَالَ فِی الْمِرْقَاتِ (ج ۵ ص ۲۷۶) اَلْمَعْنٰی مِنْ فَضَائِلِهٖ اِذْ اَتْبَعَهُ یَعْنِیْ اَنَّهٗ آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ الْآتِیْ عَلٰی آخِرِهِمْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَقَالَ فِیْ شَرْحِ الْفِقْهِ الْاَکْبَرِ (المجتبائی ص ۲۰۲) وَدَعْوَی النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِیِّنَا کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ۔ نیز لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ صِدِّیْقًا نَبِیًّا ابن ماجہ کی روایت ہے اس میں ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان ساقط راوی ہے (تہذیب التہذیب)۔ صحیح حدیث بخاری کی یہ ہے۔ لَوْ قُضِیَ اَنْ یَّکُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ نَبِیٌّ عَاشَ ابْنُهٗ وَلٰکِنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ۔

امام ربانی مجدد الف ثانی پر افتراء

امام ربانی کے مکتوبات ج ۱ مکتوب ۲۷۱ میں حصول کمالات نبوت مرتابعان را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل... الصالحة۔ نیز روایت عائشہؓ مجہول الاسناد بھی ہے۔

حضرت علیؓ پر افتراء

کہ آپ نے ابو عبد الرحمان السلمی استاد حسنین کو کہا کہ ان کو خاتم بالفتح پڑھاؤ۔ جواب ظاہر ہے کہ آپ کے ہاں یہی قرأت راجح تھی اور ہم نے مدلل بیان کیا ہے کہ معنی کے لحاظ سے قرأت فتح و کسرہ میں فرق نہیں۔ خود حضرت علی بندش نبوت کی حدیث کے راوی ہیں۔ بخاری و مسلم میں اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

شیخ اکبر پر افتراء

شیخ اکبر نے ولی کے لئے نبوت ثابت کی ہے۔ الجواب۔ صوفیہ کی اصطلاح میں نبوت بمعنی لغوی یعنی انباء عن الغیب مطلقاً وحیاً اور الہاماً مراد ہے۔ وحی کو وہ تشریع اور الہام کو غیر تشریع کہتے ہیں ورنہ تشریع نبوت شرعی کے دروازہ

کو بند تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ فتوحات مکیہ ج ۲ صفحہ ۴۹۵ میں لکھتے ہیں اِنَّ الرُّؤْیَا جُزْءٌ مِنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّۃِ فَبَقِیَ لِلنَّاسِ فِی النُّبُوَّۃِ ھٰذَا وَغَیْرُہٗ وَمَعَ ھٰذَا لَا یُطْلَقُ اِسْمُ النُّبُوَّۃِ وَلَا النَّبِیِّ اِلَّا عَلَی الْمُشَرِّعِ اَیْ صَاحِبِ الْوَحْیِ خَاصَّۃً۔ اور صفحہ ۵۶۸ میں لکھتے ہیں۔ فَمَا تُطْلَقُ النُّبُوَّۃُ اِلَّا لِمَنْ اتَّصَفَ بِالْمَجْمُوْعِ فَذٰلِکَ النَّبِیُّ وَتِلْکَ النُّبُوَّۃُ حُجِرَتْ عَلَیْنَا وَانْقَطَعَتْ ونقل عنہ فی الیواقیت ج ۲ ص ۳۷ طبع مصر ھذا باب اغلق بعد موت محمد لا یفتح لاحد الی یوم القیامۃ لکن بقی للاولیاء وحی الالہام الذی لا تشریع فیہ۔

امام راغب پر افتراء

بحر المحیط ج ۳ ص ۲۸۰ پر امام راغب کی طرف منسوب ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ارباب اطاعت نبیوں کے ساتھ شامل ہوں گے۔ مراد انبیاء سابقین ہیں کیونکہ امام موصوف نے ختم نبوت کی تصریح کی ہے چنانچہ معنی ختم نبوت کے تحت لکھتے ہیں۔ اَنَّہٗ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لِاَنَّہٗ خَتَمَ النُّبُوَّۃَ اَیْ تَمَّمَہَا بِمَجِیْئِہٖ۔

جلال الدین رومیؒ پر افتراء

مکر کن در راہ نیکو خدمتے
تا نبوت یابی اندر امتے

در آنجا بعد از بعثت خاتم الرسل علیہ وعلی جمیع الانبیاء و الرسل الصلوٰۃ والتحیات منافی خاتمیت او نیست فلا تکن من الممترین۔ اس عبارت سے مرزائیوں نے امام ربانی کی طرف اجراء نبوت کو منسوب کیا حالانکہ آپ کا مقصد حصول کمالات بعض اجزاء نبوت ہے۔ اور بعض کا حصول کل کے حصول کو مستلزم نہیں۔ امام موصوف خود دفتر دوم صفحہ ۱۲ حصہ ہفتم مکتوب ۶۷ میں عقائد اہل السنۃ کے متعلق لکھتے ہیں۔ و خاتم الانبیاء محمد رسول است و عیسیٰ علیہ السلام کہ نزول خواہد نمود عمل بشریعت او خواہد کرد و بعنوان امت او خواہد بود۔ اور دفتر سوم حصہ ہشتم صفحہ ۱۳ وصفحہ ۲۵ مطبوعہ امرتسر تحتی کلاں میں لکھتے ہیں۔ اول انبیاء آدم علیہ السلام و آخر ایشاں خاتم نبوت شان حضرت محمد رسول اللہ است و عیسیٰ علیہ السلام کہ از آسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود۔ یہ تمام بیان مرزائیت کے خلاف ہے۔ ختم نبوت کے علاوہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول من السماء مذکور ہے اور مجدد کے متعلق مرزا شہادت القرآن پر لکھتا ہے۔ یہ کہنا کہ مجدد پر ایمان لانا فرض نہیں انحراف ہے کیونکہ اللہ فرماتا ہے۔ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

شاہ ولی اللہؒ پر افتراء

تفہیمات الٰہیہ ج ۲ ص ۷۲، تفہیم ۵۵ پر شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

ختم بہ النبیون ای لا یوجد من یامرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس۔

جس سے مرزائیوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ حضور علیہ السلام کے بعد صرف شرعی نبوت بند ہے۔ حالانکہ اس کی تشریح خود شاہ صاحب نے تفہیمات ج ۲ ص ۷۲ میں کی ہے۔ فرماتے ہیں۔

وَصَارَ خَاتَمُ ھٰذِہِ الدَّوْرَۃِ لَا یُمْکِنُ اَنْ

یوجد بعدہٗ نبیؐ اور پھر تفہیم ۵ ص ۱۳۷ میں فرماتے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین لا نبیؐ بعدہ و دعوتہٗ عامۃ لجمیع الانس والجن وھو افضل الانبیاء بھذہ الخاصۃ و بخواص اخریٰ وقال فی حجۃ اللہ فی حدیث بدء ھذا الامر نبوۃ اقول۔ فالنبوۃ انقضت بوفاۃ النبی علیہ السلام والخلافۃ لاسیف فیھا بمقتل عثمان والخلافۃ بشہادۃ علی کرم اللہ وجہہ وخلع الحسنؓ۔ اور فارسی ترجمہ میں لکھتے ہیں آیت خاتم النبیین کے متعلق۔ نیست محمد پدر ہیچ کس از مرد مان شما ولیکن پیغمبر خداوم مہر پیغمبران یعنے بعد از وے ہیچ پیغمبر نباشد۔

مولانا محمد قاسمؒ پر افتراء

ان کی طرف ختم زمانی کا انکار منسوب کیا گیا حالانکہ آپ فرماتے ہیں۔ اگر اطلاق اور عموم ہے تو خاتمیت زمانی ثابت ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبویؐ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبیؐ بعدہ۔ جو بظاہر مذکور لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے۔ اس بات میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون تواتر کو پہنچا۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہے گو الفاظ لا نبیؐ بعدی بسند تواتر منقول نہ ہو۔ پس یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی ایسا ہوگا جیسے تواتر عدد رکعات فرائض وغیرہ۔ جیسے اس کا منکر کافر ہے ویسا اس کا لا نبی بعدی، منکر بھی کافر ہے۔ تحذیر الناس ص ۹ کتب خانہ امدادیہ مناظرہ عجیبہ ص ۲۹ میں لکھتے ہیں۔ خاتمیت زمانی اپنا دین ایمان ہے، ناحق کی تہمت کا البتہ کوئی علاج نہیں۔

مولانا عبدالحیٔ پر افتراء

مولانا موصوف نے دافع الوساوس فی اثر ابن عباس ص ۹۴ پر لکھا ہے علماء اہلسنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت کے عہد میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا۔ جو نبی آپ کا ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا۔ پس بہر تقدیر بعثت محمدیہ عام ہے حالانکہ یہ مضمون زمین کے دیگر طبقات اور ان کے انبیاء کے متعلق ہے جس کی وضاحت زجرالناس ص ۴ پر آپ نے کی ہے۔

خاتم نبینا حقیقی بالنسبۃ الی انبیاء جمیع الطبقات بمعنی انہ لم یعطی النبوۃ لاحد فی طبقۃ۔ اور مجموعۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۹ میں مولانا موصوف لکھتے ہیں۔

قال ابوشکور فی التمھید، اعلم ان الواجب علی کل عاقل ان یعتقد ان محمدا کان رسول اللہ والآن ھو رسول اللہ وکان خاتم الانبیاء ولا یجوز بعدہٗ ان یکون احد نبیا ومن ادعی النبوۃ فی زماننا یکون کافرا۔ ان تصریحات سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ آپ ختم نبوت کے منکر تھے۔

○○○

ردِ قادیانیت پر معلومات افزا، ایمان پرور، جہاد آفریں اور حقائق افروز

کتب

○ قادیانی مذہب — پروفیسر الیاس برنی — ۱۰۰ روپے
○ ختم نبوت اسلامیہ کا موقف — قومی اسمبلی میں مرزائیت — ۲۰
○ ماہنامہ تبلیغی ڈائجسٹ کا قادیانیت نمبر — ۱۵
○ خاتم النبیین — الشیخ محمد انور شاہ کشمیری — ۱۶
○ التصریح (عربی) — ۳۰
○ مرزائیت کا محاسبہ (؟) بالنظرالبیانی — ڈاکٹر غفاری — ۲۵
○ تحریک ختم نبوت — آغا شورش کاشمیری — ۳۶
○ اسلام اور قادیانیت — مولانا عبدالغنیؒ — ۲۰
○ قادیانی کیوں مسلمان نہیں — مولانا محمد منظور نعمانی — ۲۰ روپے
○ ہدیۃ المہدیین (عربی) — مولانا مفتی محمد شفیعؒ — ۲۵
○ مرزائی نامہ — مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری — ۲۵
○ کمرشل زمانی — ۲۵
○ شہادت القرآن — میر ابراہیم سیالکوٹی — ۲۰
○ حیات مسیح — راجہ کمال — ۲۵
○ احتساب قادیانیت — مولانا لال حسین اختر — ۴۰
○ ایمان پرور یادیں، حصہ دوم — مولانا اللہ وسایا — ۳۰
○ حضرت مسیح، مرزا قادیانی کی نظر میں — مولانا تحسین اختر — ۲۵
○ ختم نبوت اور بزرگان امت — ۲۰
○ مرزا قادیانی کی آسمانی بیان — مولانا عبدالرحیم اشعر — ۲۰
○ نزول مسیح علیہ السلام — مولانا محمد یوسف لدھیانوی — ۲۰
○ قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین — ۱۶
○ المہدی والمسیح — ۲۰
○ ارمانی گرگٹ — ۲۰

○ قادیانی جنازہ — مولانا محمد یوسف لدھیانوی — ۲۰ روپے
○ شرافت — ۲۰
○ مرزا قادیانی بقلم خود — ۲۰
○ قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق — ۲۰
○ قادیانی مردہ — ۲۰
○ مرزائی اور تعمیر مسجد — ۲
○ قادیانیوں کو دعوت اسلام — ۲۰
○ مرزا طاہر کے مباہلہ کے جواب میں — ۲۰
○ غدار پاکستان، ڈاکٹر عبدالسلام — ۲۰
○ احتساب قادیانی امرزئیس — ۲۰
○ گیارہ گرگٹ — عبدالرحمن یعقوب باوا — ۲۰
○ ایمان پرور یادیں — مولانا اللہ وسایا — ۲۰
○ قادیانیت کا سیاسی تجزیہ — صاحبزادہ طارق محمود — ۲۰
○ قادیانی تنازعہ پر ایک نظر — مولانا عزیز الرحمن جالندھری — ۲۰
○ قادیانی تنازعہ اور مرزائیت — مولانا تاج محمودؒ — ۲۰
○ عشق خاتم النبیینؐ — طاہر رزاق — ۲۰
○ ضیاء الحق کو قتل کس نے کیا؟ — قاضی بشیر احمد — ۲۰
○ عاشقان مصطفےٰ کہاں ہیں؟ — ۲۰
○ پھر قادیانیت — ۲۵
○ آستین کے سانپ — ۲۵
○ قرآن مجید میں رد و بدل قادیانیوں کی بیباکانہ جسارت — ۲۰
○ مجرم اسلام — طاہر رزاق — ۲۰
○ ہم ختم نبوت کا کام کیسے کریں — ۲۰

مجلس چونکہ ایک تبلیغی ادارہ ہے اس لیے کتابوں پر صرف لاگت وصول کی جاتی ہے۔ اس لیے کمیشن نہیں دیا جاتا۔ ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔ ۲ روپے کے کتابچے کے لیے آپ ۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج سکتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة ملتان

اخبار ختم نبوت

نجی الہدیٰ کالج ربوہ میں فوجی ٹریننگ دینے کی تحقیقات کرائی جائے، مولوی فقیر محمد

ملک کے قانون کی خلاف ورزی کرنے والے انسانی حقوق کے حقدار نہیں ہیں۔

فیصل آباد (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے صوبائی وزیر تعلیم اور ڈائریکٹر کالجز فیصل آباد سے مطالبہ کیا ہے کہ ربوہ میں قادیانیوں کے نجی الہدیٰ ماڈل کالج میں این سی سی کی فوجی ٹریننگ دینے کی تحقیقات کرائی جائے اور غیر قانونی طور پر قادیانی طلبہ کو فوجی تربیت دینے پر متعلقہ میجر کے خلاف بھی تادیبی کی جائے انہوں نے کہا کہ گذشتہ سال قادیانیوں کے اس پرائیویٹ کالج کے طلبہ کو گورنمنٹ ٹی آئی کالج ربوہ میں غیر قانونی فوجی ٹریننگ دی گئی تھی اور ایک قادیانی پروفیسر صادق علی کی سازش سے این سی سی کے انچارج کرنل اعجاز محمود کے ذریعہ قادیانی طلبہ کو فوجی ٹریننگ دی گئی تھی جس پر عالمی مجلس نے چیف آف دی آرمی اسٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ سے درخواست کی تھی کہ اس واقعہ کی تحقیقات کرائی جائے اور این سی سی کے انچارج کرنل اعجاز محمود کو واپس اپنے یونٹ بھیجا جائے جس پر انہوں نے کرنل اعجاز محمود کو جبری طور پر ریٹائرڈ کر دیا تھا جس کی اطلاع عالمی مجلس کو دی گئی تھی مولوی فقیر محمد نے کہا کہ قادیانی جماعت اور خدام الاحمدیہ کی منظم تنظیم تخریب کار اور ملک دشمن ہے اس لئے قادیانی طلبہ کو فوجی ٹریننگ دلاتی ہے جس کو بند کیا جائے اور قادیانی کالج الہدیٰ کا فیصل آباد تعلیمی بورڈ سے الحاق نہ کیا جائے۔ مولوی فقیر محمد صاحب نے مزید ایک مسئلہ کی طرف توجہ دیتے ہوئے کہا کہ قادیانی جماعت لاہور کے سیکرٹری جنرل راجہ غالب احمد قادیانی غیر مسلم کی پریس کانفرنس کہ ربوہ کی ضلعی انتظامیہ نے قادیانیوں کے ساتھ ناروا سلوک رکھنے کی وجہ سے دو اجتماعات کے تحریری اجازت نامے منسوخ کر دیئے ہیں۔ اور قادیانیوں کے انسانی حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے کے جواب میں کہا ہے کہ آئین کی رو سے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانی اور لاہوری گروپ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے اور آئینی قادیانی آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۴ء کے تحت قادیانی یہ پابندی لگا دی گئی ہے کہ وہ خود کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے۔ اور ہر قسم کی تبلیغ وارتداد بند کر دی گئی ہے اس کے علاوہ اسلامی شعائر استعمال کرنے سے منع کر دیا گیا ہے اس آرڈیننس کے تحت تعزیرات پاکستان میں ترمیم کر کے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۹۸/ب، ۲۹۸ اور ۲۹۸/ج کا اضافہ کر دیا گیا ہے جس کی خلاف ورزی کی سزا تین سال و جرمانہ مقرر ہے اور قادیانی آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کرتے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ربوہ میں اجتماعات کر کے قادیانی مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں جس پر قانون کے مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء سے پابندی لگائی جا چکی ہے جس کے بعد سے مرزا طاہر احمد ہیڈ آف دی ربوہ پاکستان سے بھاگ کر لندن جا چکے ہیں۔ اور ربوہ میں دسمبر کا جلسہ لندن میں منعقد کرتے ہیں۔ اسی طرح ۲۳ مارچ ۸۹ء کو قادیانی مذہب کا صد سالہ جشن ربوہ پر پابندی لگا دی گئی تھی کیونکہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کا جشن منانا ہے تو وہ بھارت میں منعقد کیا جائے اور اپنے جلسے لندن میں منتقل کئے جائیں، جہاں قادیانی ہیڈ کوارٹر منتقل کیا گیا ہے جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آئین اور سابقہ فیصلوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ۹ تا ۱۱ نومبر ۸۹ء کو ڈپٹی کمشنر جھنگ نے غیر قانونی طور پر ربوہ میں قادیانیوں کے اجتماعات منعقد کرنے کی اجازت دے دی تھی جس کے خلاف سخت احتجاج کیا گیا۔ اور کمشنر فیصل آباد نے ان اجتماعات پر پابندی لگا دی اس طرح آئی جے آئی کی حکومت کے خلاف قادیانیوں کی ایک سازش کو ناکام بنا دیا گیا۔ اسی طرح ۱۸ اکتوبر ۸۹ء کو قادیانی مذہب کی تبلیغ کرنے پر ربوہ میں مرزا طاہر احمد کے عزیزوں کو گرفتار کیا گیا تھا اس طرح ۱۵ دسمبر ۸۹ء کو آرڈیننس کی خلاف ورزی پر ۳۰ سرکردہ قادیانی ربوہ کے رہنماؤں کے خلاف مقدمہ درج ہوا اور مجلس مشاورت ربوہ میں مذہب کی تبلیغ پر بھی ۱۹ قادیانیوں کے خلاف پرچہ درج ہوا۔ ملکی قانون کی خلاف ورزی کرنے والے انسانی حقوق کے حقدار نہیں ہیں۔

قادیانیوں کو اسلام کا نام استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جائیگی

بھکر (ختم نبوت رپورٹ) بھکر میں امتناع قادیانیت مقدمہ

۲۹۸ ج ـ ۸۹ ـ ۱۰ ـ ۱۸ کو عبدالقدیر باسط اور اس کے والد عبداللطیف مومن کے خلاف درج ہوا تھا جس میں ملزمان کی درخواست ضمانت سٹی مجسٹریٹ اور ایڈیشنل سیشن جج نے مسترد کر دی تھیں آج جناب ضیاء محمود جمیل مجسٹریٹ بھکر کی عدالت میں استغاثہ کی جانب سے گواہ پیش ہوئے گواہوں میں جناب محمد نواز خلیفہ پرنسپل ڈگری کالج بھکر پروفیسر حافظ محمد عبداللہ صاحب ڈگری کالج بھکر اور ختم نبوت ضلع بھکر کے رہنما مولوی محمد شریف تھے مذکورہ گواہوں نے ثابت کیا کہ قادیانیوں پر یہ مقدمہ ذاتی دشمنی کی بنا پر نہیں بلکہ اسلام اور قانون کی خلاف ورزی پر قائم ہوا ہے ملزمان نے جان بوجھ کر فارم داخلہ میں مذہب اسلام لکھوایا اور جب کہ ملزمان پکے قادیانی ہیں ختم نبوت کے رہنما نے اپنے بیان میں صاف کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دفاع کرنا اور جھوٹے نبیوں کو انجام تک پہنچانا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹی نبوت کا ہی دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میری قادیانیوں سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے مگر قادیانیوں کو بحیثیت قادیانی اسلام کا نام استعمال کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ ختم نبوت کے رہنما کی جانب سے ایک درخواست پیش کی گئی کہ ملزم عبداللطیف قادیانی اور اس کی بیوی کا نے شناختی کارڈ کے فارم پر اپنا مذہب احمدی مسلمان لکھا ہے اور ختم نبوت کے سلسلہ میں حلف نامہ کاٹا ہوا ہے مذکورہ درخواست برائے بحث قبول کر کے آئندہ سماعت دسمبر کر دی گئی ہے۔ قادیانیوں کی طرف سے ربوہ سے قادیانی وکیل پیش ہوا جبکہ مسلمانوں کی جانب سے سرکاری وکیل کے علاوہ ملک محمد عثمان ایڈووکیٹ پیش ہوئے تاریخ کی خاص بات یہ نوٹ کی گئی کہ

باقی صفحہ ۲۶ پر

بزم ختم نبوت

عدلِ فاروقی

محمد نذر عثمانی، سرگودھا

حضرت عمر فاروق جن کے عدل و انصاف کی پوری دنیا میں دھوم مچی ہوئی ہے اور دنیا آپ جیسا عادل پیش کرنے سے قاصر ہے آپ کے دورِ عدل کے چند واقعات پڑھنے سے ہر قاری کو پتہ چل جاتا ہے کہ فاروق اعظم نے اسلامی نظام عدل رائج کرکے دنیا کے لئے ایک نمونہ چھوڑا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر تھے ایک مرتبہ آپ کے بیٹے محمد نے ایک قبطی کو کسی بات پر تازیانوں سے پیٹا۔ وہ تازیانے مارتے جاتے تھے اور اس قبطی سے کہتے جاتے تھے کہ دیکھ بڑوں (یعنی امراء) کی اولاد ایسی ہوتی ہے اس قبطی نے جاکر حضرت عمرؓ فاروق کی خدمت میں شکایت کی تو آپ نے دونوں باپ بیٹے کو بلا بھیجا حاضر ہونے کے بعد محمد نے اقرار کیا کہ میں نے قبطی کو تازیانے مارے تھے حضرت عمر فاروقؓ نے قبطی سے ارشاد فرمایا جس طرح اس نے تجھے تازیانوں سے پیٹا تھا اسی طرح تم اس کو تازیانے لگاؤ وہ قبطی کوڑے مارتا جاتا اور حضرت عمرؓ کہتے جاتے تھے کہ مار بڑوں کی اولاد کو اور مار جب وہ اسے پیٹ چکا اور کوڑا حضرت عمر فاروقؓ کو واپس کرنے لگا تو آپ نے اس سے کہا کہ دو کوڑے اس کے باپ (حضرت عمرو بن عاص) کو بھی لگاؤ۔ قبطی نے عرض کیا سرکار مجھے ان کے بیٹے نے مارا تھا جن سے میں بدلہ لے چکا ہوں میں ان کو نہیں مارنا چاہتا آپ نے اس سے کوڑا لیا سخت غضب آلود نگاہوں سے حضرت عمرو بن عاصؓ کی طرف دیکھا اور وہ فقرہ کہا جو تکریم آدمیت اور شرف انسانیت کی تابندہ دلیل ہے آپ نے فرمایا۔

عمرو تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنانا شروع کیا ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا تھا۔

یہ ہے قرآن کریم کے اس ابدی اصول کی درخشندہ تشریح جس میں کہا گیا ہے ولقد کرمنا بنی آدم ہم نے ہر انسان کو اس کے انسان ہونے کی جہت سے واجب التکریم پیدا کیا۔

آپ ایک مقدمہ میں مدعیٰ علیہ کی حیثیت سے حضرت زید بن ثابت کی عدالت میں پیش ہوئے انہوں نے آپ کو تعظیماً بٹھانا چاہا تو آپ نے ان سے کہا کہ زید تم سے انصاف کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے جب تم نے ابتداً ہی فریقین میں امتیاز کرنا شروع کر دیا یہ کہہ کر مدعی کے قریب بیٹھ گئے آپ کو دعویٰ سے انکار تھا تو فریق مخالف نے آپ سے حلف لینے کو کہا اس پر حضرت زید نے مدعی سے کہا کہ امیر المومنین سے قسم نہیں لینی چاہیئے۔ اس پر حضرت عمر سخت برافروختہ ہوئے اور کہا کہ زید تم منصب قضا کے اہل نہیں جو قاضی کسی فریق کے مقدمہ کی پوزیشن کا خیال رکھتا ہو وہ انصاف نہیں کر سکتا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عدل سے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ان جیسا عادل تاریخ پیش کرنے سے عاجز ہے بقول اقبال ؎

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز
نہیں معلوم ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

کانوں کی صفائی

از ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

امی: ارے بیٹے منا یہ کیا کر رہے ہو؟

منا: کچھ تو نہیں امی آپ نے جو سبق دیا تھا اسی کو یاد کر رہا ہوں۔

امی: اچھا تو تم کو ہوش بھی نہیں کہ کیا کر رہے ہو ہاتھ کان سے الگ کرو یہ لکڑی سے کان کرید رہے ہو؟ یہاں آؤ۔

منا (پاس آتے ہوئے) میرے کانوں میں کھجلی ہو رہی ہے یہ دیکھئے امی میں نے میل نکالا ہے یہی میل کان کاٹ رہا تھا۔

امی: (کان دیکھتے ہوئے) واقعی اس میں تو اب بھی بہت میل بھرا ہوا ہے دوسرا کان دکھاؤ۔ (دوسرا کان دیکھتے ہوئے) ارے یہ بھی بہت گندہ ہے۔

منا: پھر صاف کر دیجئے نا لکڑی لیجئے۔

امی: نا بیٹے! کبھی بھی کان لکڑی سے نہ صاف کرنا چاہیئے۔ اتنے میں عقیل نے آواز دی۔ منا! منا

منا: جی آ جائیے

عقیل: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ منا اور اس کی امی نے ایک ساتھ جواب دیا۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امی: آؤ بیٹے عقیل آؤ۔ دیکھو تم نے اپنے دوست منا کو بہت اچھی اچھی باتیں سکھائیں سلام کرنے کی عادت ڈلوائی بسم اللہ کی عادت ڈلوائی ہر اچھا کام داہنے ہاتھ سے کرنا سکھایا۔ منا کو یہ بھی تو بتاؤ کہ لکڑی سے کان نہ کریدا کریں۔

عقیل: ارے کیا آپ لکڑی سے کان کرید رہے تھے۔ یہ تو بڑی خطرے کی بات ہے ابو بتاتے تھے کہ کان کے اندر ایک باریک جھلی منڈھی ہوئی ہے جس کو کان کا پردہ کہتے ہیں۔ اس کی حفاظت کے لئے اللہ نے ایک چکنی ملائم چیز پیدا کر دی ہے جو اس کو محفوظ رکھتی ہے ابو کہہ رہے تھے کہ وہ جھلی بہت ہلکی ہوتی ہے۔ اگر اس پر نوک دار لکڑی لگ جائے تو وہ پھٹ جاتی ہے۔ اور جب وہ پھٹ جاتی ہے تو پھر کان سن نہیں سکتا اور پھر اس کا کسی طرح علاج بھی نہیں ہو سکتا۔ ابو یہ بھی کہہ رہے تھے کہ جو لوگ پچکاری سے کان صاف کراتے ہیں اس میں بھی خطرہ رہتا ہے کہ پچکاری کی دھار کی چوٹ پردہ پر پڑے اور پردہ پھٹ جائے اور آدمی بہرہ ہو جائے۔ ہماری امی تو کان صاف کرنے کے لئے کبھی کبھی روزانہ تین روز تک سوتے وقت کان میں تیل کا تیل ٹپکارتی

دیہ اور چوتھے روز ایک سٹک میں روئی لپیٹ کر کان صاف کردیتی ہیں۔ بس کان صاف ہو جاتا ہے۔

منا: سچ امی آپ تو کبھی ایسا نہیں کرتیں لیجئے اب تیل ڈالئے نا۔

امی: ذرا سا بیٹے مجھ سے غلطی ہو گئی عقیل کی امی بہت ہوشیار ہیں میں ابھی تیل ڈال دیتی ہوں اور اب انشاء اللہ تمہارے کان برابر دیکھ لیا کروں گی۔

عقیل: اور امی بتا رہی تھیں کہ کان میلا رکھنے سے اس دنیا میں کانوں میں تکلیف ہوتی ہے اور آدمی پریشان ہوتا ہے اور علاج کرتا ہے لیکن کانوں سے بری بات سننے سے جب اللہ تعالیٰ کے یہاں جائے گا تو اس کے کانوں کو بڑی تکلیف پہنچائی جائے گی۔

منا: یعنی مطلب جب کوئی بری بات کر رہا ہو تو کان بند کرلیں یا جا بجا رہا ہو لاؤڈ اسپیکر سے گانے ہو رہے ہوں تو کانوں میں روئی ڈال لیں۔

عقیل: نہیں نہیں یہ مطلب نہیں ہے بلکہ امی کہہ رہی تھیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے کوئی بری بات نہ سنی جائے اور جہاں مجبوری ہو پڑ رہی بری بات کی آواز کان میں آ رہی ہو تو اس کو پسند نہ کیا جائے۔

امی: شاباش بیٹے شاباش! تم دونوں اس پر عمل کرنا۔

عقیل اور منا: (ایک ساتھ) انشاء اللہ امی جان۔

جہیز ایک رسم

ہمیں رسموں سے بچتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو اپنانا چاہیئے

جہیز بلاشبہ عربی کا لفظ ہے مگر اس کے معنی وہ سامان نہیں جو ماں باپ شادی کے موقعہ پر اپنی بیٹی کو دیتے ہیں بلکہ عربی کے معنی تیز رفتار گھوڑے کے ہیں۔ عرب میں جہیز کا رواج اس طرح نہیں تھا جیسے کہ ہمارے یہاں لڑکی کے والدین مجبوراً سامان دیتے ہیں۔ مگر اب دولت کی فراوانی سے عرب معاشرہ میں بھی اس رسم کو فروغ مل رہا ہے اس رسم کے لئے عربی میں نیا لفظ (دبائنہ) اختیار کیا گیا ہے اس لفظ کے معنی جدا ہونے والی کے ہیں لیکن عرب میں اس کا مفہوم وہ سامان لیا جاتا ہے جو گھر سے لڑکی کو دولہا کے ساتھ روانہ کرنے کے موقعہ پر دیا جاتا ہے۔ جہیز ایک ہندوانہ رسم ہے جو ہندو معاشرے میں صدیوں سے رائج ہے۔ برصغیر کے کروڑوں لوگ مشرف با اسلام تو ہو گئے مگر پہلے جیسے معاشرے میں بہت سی رسمیں باقی رہ گئیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جہیز کی رسم سراسر غیر اسلامی ہے علماء نے اس سلسلے میں حقائق پیش نہیں کئے بلکہ اس میں حقیقت پیش کرنے سے گریز کیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق شادی کے تمام اخراجات کی ذمہ داری دولہا اور اس کے گھر والوں پر ہوتی ہے۔ دولہا والوں کو اس مقصد کے لئے مطلوبہ رقم "حق مہر" کی صورت میں رخصتی سے پہلے ادا کرنی ہوتی ہے۔ ہمارے اسلامی معاشرے میں حق مہر بھی ایک عجیب رسم بن گئی ہے لڑکی والے حق مہر کو جس طرح لکھنے تک محدود رکھتے ہیں اور جھگڑے کی صورت میں عدالت کی طرف رجوع کرتے ہیں یہ طریقہ سراسر غلط ہے۔ حق مہر لڑکے کی استطاعت کے مطابق باندھا جائے اور اسی وقت ادا کر دیا جائے۔ حق مہر معاف دلہن ہی کر سکتی ہے یہ بھی اس صورت میں کہ لڑکے کے حالات کا تقاضا ہو۔

المختصر دین و فقہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ شادی کی خواہش رکھنے والے ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ وہ شادی کے اخراجات کا انتظام کرے اور اپنی حلال کمائی سے مگر اس سلسلے میں تمام روشنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے۔ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جن شادیوں کا انتظام خود فرمایا وہی اسلامی تعلیمات کا بہترین نمونہ ہیں۔ اس سلسلے میں ہم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کی مثال خاص طور سے پیش کر سکتے ہیں۔

جب خاتون جنت حضرت فاطمہؓ کی شادی کی تاریخ قریب آئی تو آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ شادی کے اخراجات کا بندوبست کرو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس اس وقت صرف ایک گھوڑا اور ایک زرہ بکتر تھی۔ ختم المرسلین نے فرمایا گھوڑا رہنے دو زرہ بیچ دو۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ چار سو اسی درہم میں خرید لی۔ حضرت علیؓ نے وہ سارے حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ حضرت اکرمؐ نے حضرت عثمانؓ کے حق میں دعائے خیر کی "حق مہر" کی اس رقم سے جہیز کے لئے یہ چیزیں خریدی گئیں۔ دو چاندی کے کڑے۔ ایک بستر دو طرح کے جوڑے۔ چمڑے کا ایک تکیہ جو کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا۔ ایک مشکیزہ۔ دو گھڑے اور چکی۔ تو یہ سامان حضرت علیؓ کی طرف سے حق مہر کی جو رقم دی گئی اس میں سے خریدا گیا۔ حضرت علیؓ کا اپنا گھر بھی نہیں تھا۔ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے آپؐ کو اپنا مکان کرایہ پر دیا۔

حضرت فاطمہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ اگر حضورؐ چاہتے تو خود بھی یہ سامان خرید کر دے سکتے تھے مگر امت کی رہنمائی کے لئے ایسا نہیں کیا۔ حضرت علیؓ نے اسی گھر میں پرورش پائی تھی۔ اس لحاظ سے بھی آپ انہیں رعایت دے سکتے تھے مگر اس رہبر انسانیت نے ایسا نہیں کیا بلکہ وہی کیا جو اصول امت مسلمہ کے لئے بنایا جانا تھا

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹیوں کی شادیاں بہ نفس نفیس انجام فرمائیں ان کو سامان دینا اس لئے مناسب نہ سمجھا کہ ان کی شادیاں ایک خوشحال گھرانے میں ہوئی تھیں۔ اور تمام ضرورت کی چیزیں ان گھروں میں بہ افراط موجود تھیں اس لئے ان کے لئے سامان زندگی مہیا کرنے کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی تو اس سے یہ بھی مسئلہ حل ہوا کہ جو لڑکیاں امیر گھرانوں میں بیاہی جائیں ان کو سامان دینے کی اس لئے ضرورت نہیں ہوتی کہ وہاں تو پہلے سے ہی سامان موجود ہوتا ہے۔

مثالی زندگی

محمد سلمان منصور پوری

خلیفۂ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کا اسم گرامی اسلام کے پرعظمت تاریخی اوراق پر سنہرے حروف سے نقش ہے۔ آپ کی عدالت، خدا ترسی، حق شناسی اور کرم گستری زبان زد خاص و عام ہے آپ نے اپنے دو سالہ دور خلافت میں عدل و انصاف اور حق رسی کی وہ تابندہ مثالیں قائم کیں جن کی نظیر آپ کے بعد پیش کرنے سے دنیا عاجز رہی۔

خلیفہ عبدالملک ابن مروان کی صاحبزادی فاطمہ بنت عبدالملک آپ کے نکاح میں تھیں ان کے باپ نے انہیں ہار دیا تھا جو انتہائی قیمتی اور نایاب تھا۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ بنے تو اپنی بیوی فاطمہ سے کہا کہ "یہ ہار اور میں ایک گھر میں ساتھ نہیں رہ سکتے" یا تو اس ہار کو بیت المال میں جمع کر دو یا مجھ سے جدائی اختیار کر لو۔ فاطمہ نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور وہ ہار حکومت اسلامی کے خزانہ میں جمع کروا دیا۔ آپ سے پہلے اموی امراء جس طرح بیت المال میں بے دریغ خرچ کرتے تھے آپ نے ان سب پر پابندی لگا دی جو جاگیریں حکومت کی تھیں وہ سب ان سے واپس لے لیں اور اسراف و تعیش پر پابندی لگا دی جس کی وجہ سے اہل خاندان آپ سے ناراض رہنے لگے لیکن آپ نے کسی کی پرواہ نہ کی اور انتہائی ذمہ داری اور دیانتداری کے ساتھ اپنے فرض منصبی سے عہدہ برآ ہوتے رہے۔

اس قدر احتیاط اور مشغولی کے باوجود ہمہ وقت آپ خشیت خداوندی سے لرزاں رہتے بات بات پر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ کبھی کبھی مجمع عام میں خوف آخرت کی وجہ سے چیخیں نکل جاتی، زندگی کے آخری ایام میں آپ مسجد میں تشریف لائے، منبر پر کھڑے ہوئے اور خلق خدا سے اس طرح مخاطب ہوئے۔

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیکار پیدا نہیں کیا، تمہارے لئے آخرت میں ایک وقت مقرر ہے سو وہ شخص بہت نقصان اور گھاٹے میں ہے جو اللہ کی رحمت اور اس کی وسیع ترین جنت سے نکل جائے اور زیادہ کے بدلے کم، باقی کے بدلے فانی اور امن و سکون کے عوض خوف و گھبراہٹ کی خریداری کرے۔ رات دن تم مرنے والوں کے جنازہ کو کاندھا دیتے ہو انہیں زمین میں تن تنہا چھوڑ کر آتے ہو نہ ان کے پاس گدے ہوتے ہیں نہ ٹیک لگانے کے لئے تکیے اور نہ دل بہلانے کیلئے دوست واحباب ہوتے ہیں نہ اور کوئی مونس و غمخوار وہاں تو مٹی کا مسکن ہوتا ہے اور اعمال کے حساب سے واسطہ۔ لہٰذا لوگو! موت آنے سے پہلے تقویٰ کے راستے پر گامزن ہو جاؤ" اس کے بعد چند باتیں اور کہیں پھر وہیں منبر پر کھڑے اپنی چادر کا پلو منہ پر رکھا اور رونے لگے۔ رونے کی آواز تیز ہوتی گئی جس کان میں بھی وہ پہنچی اس کے دل پر بھی ایک ٹھیس سی لگی اور وہ بھی آنسوؤں کے سیل رواں کو روکنے سے عاجز آ جاتا تا آنکہ پوری مجلس محفل آہ و بکا بن گئی۔ یہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی آخری تقریر تھی اس کے بعد پھر کبھی دنیا کو یہ سعادت میسر نہ آسکی۔

آج بھی تاریخ کی وساطت سے یہ تقریر اسی ہی گھن گرج اور سوز جگر کے ساتھ مسلمانوں ہی نہیں بلکہ انسانیت کے لئے ایک ابدی پیغام دے رہی ہے مگر کوئی سننے والا تو ہو؟

مجلس کے آداب

ایاز فکی خوشحال، مانسہرہ

چند لوگوں کے ایک جگہ اکٹھا بیٹھنے کو مجلس کہتے ہیں جس طرح کھانے پینے اور پڑھنے لکھنے کے کچھ آداب ہیں اسی طرح اکٹھے بیٹھنے کے بھی کچھ آداب ہیں۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اگر مجلس اچھے لوگوں کی ہے تو اس میں بیٹھنے والوں پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے اور برے لوگوں کی مجلس میں باتیں بھی بری ہوتی ہیں اس لئے اچھے لوگ اچھی مجلس کو اور برے لوگ بری مجلس کو پسند کرتے ہیں اچھے ساتھی کی مثال عطر فروش کی سی ہے اور برے ساتھی کی مثال لوہار کی بھٹی کی طرح ہے عطر فروش کے پاس بیٹھنے سے اگر عطر نہ بھی ملے گا تو کم از کم خوشبو تو ضرور آئے گی اور لوہار کی بھٹی اول تو کپڑے جلائے گی پھر اس کی گرمی اور بدبو سے دماغ پر برا اثر ہوگا نتیجہ یہ کہ ہمیں اچھے لوگوں کی مجلس میں بیٹھنا چاہئے تاکہ ان سے اچھی باتیں حاصل ہوں برے لوگوں سے پرہیز کرنا چاہئے تاکہ وقت برباد نہ ہو اور برائیوں سے بچا رہے۔

جب کسی مجلس میں پہنچیں تو سب سے پہلے السلام علیکم کہیں۔ حضورؐ کا فرمان ہے کہ باہر سے آنے والا مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو پہلے سلام کرے پھر دیکھنا چاہئے کہ جگہ کہاں خالی ہے وہاں بیٹھ جانا چاہئے جگہ زیادہ ہو تو کھل کر آرام سے بیٹھنا چاہیے اگر جگہ تنگ ہو تو دوسروں کے لئے جگہ دینے کی بھی کوشش کرنا چاہیے۔ قرآن پاک میں ہے۔

ترجمہ:۔ مومنو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھا کرو، خدا تم کو کشادگی بخشے گا۔

اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ایسے لوگوں میں بیٹھا جائے جو مرتبہ کے اعتبار سے برابر ہوں۔ بڑوں کی عزت کرنی چاہیے۔ اپنے سے بڑے مرتبہ کے لوگوں میں بلا ضرورت گھسنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ اس طرح صفوں کو چیر کر اگلی صفوں میں بیٹھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے یہ مجلس کے آداب کے سخت خلاف ہے اگر مجلس کے منتظم آگے بلائیں تو جہاں وہ بٹھائیں بیٹھ جانا چاہیے۔ مجلس میں سب بیٹھے ہوں تو خواہ مخواہ اکیلے کھڑا نہیں رہنا چاہیے۔ جب مجلس میں لوگ کھڑے ہو جائیں تو ان کے ساتھ کھڑا ہو جانا چاہیے اور جب مجلس ختم ہو جائے تو بلا ضرورت نہیں ٹھہرنا چاہیے مجلس میں اگر کوئی بات کہہ رہا ہو تو اسے غور سے سننا چاہیے

یہ بات مجلس کے آداب کے خلاف ہے کہ جب کوئی بات کہہ رہا ہو تو لوگ آپس میں ایک دوسرے سے چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں۔ کوئی ضروری بات کرنی ہو تو مجلس سے باہر الگ کرنی چاہیے

مجلس میں اگر کوئی بات کہہ رہا ہو تو اسے غور سے سننا چاہیے اسی طرح اگر مجلس میں تین آدمی بیٹھے ہوں تو حضورؐ کا فرمان ہے کہ ان دو آدمیوں کو چپکے سے باتیں نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس سے تیسرے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے کوئی بات کہنا ہو تو اپنی باری کا انتظار کرنا چاہیے تاکہ لوگ بات کو سمجھ جائیں۔ اپنی بات مختصر اور ٹھہر ٹھہر کر کرنی چاہیے اور سہولت سے کرنی چاہیے۔ بے سوچے سمجھے کوئی بات بھی زبان سے نہیں نکالنا چاہیے۔ ہمارے حضورؐ بھی تیزی سے گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ آپؐ اس طرح ٹھہر ٹھہر کر فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص آپؐ کے الفاظ گننا چاہتا تو گن سکتا تھا اسی طرح بات اس انداز میں نہیں کرنی چاہیے جس سے دوسروں کا دل دکھے یا دوسروں پر الزام عائد ہو غرض کہ اپنی زبان کو بری بات یا سخت الفاظ کے استعمال کرنے سے روکنا چاہیے۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی زبان کو قابو میں رکھے گا وہ جنت میں جائے گا اسی طرح آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ اور حضورؐ پر ایمان رکھتا ہے اسے نیک بات کہنا چاہیے ورنہ اسے چپ رہنا چاہیے

کسی قیمت پہ بھی ایمان کا سودا نہ کرو

خالد ثاقب، کوئٹہ

آج کو اپنے سنوارو، غمِ فردا نہ کرو
آنے والے کسی لمحے کا بھروسا نہ کرو

فرقہ بندی ہی تعصب کو جنم دیتی ہے
اپنے مابین یہ دیوار بنایا نہ کرو

تم کو مومن کی پہچان اسی سے ہوگی
کسی قیمت پہ بھی ایمان کا سودا نہ کرو

دشمنوں سے تو بچاتے رہو دامن لیکن
دوستوں کا بھی یہاں کوئی بھروسا نہ کرو

یوں مرے سر سے اترتا ہے گناہوں کا بوجھ
مری غیبت سے کسی شخص کو روکا نہ کرو

اپنے اعدا سے چھپانا جسے لازم سمجھو
اپنے یاروں کو بھی وہ بات بتایا نہ کرو

تم کو سرمد کی طرح رسوا کرے گی دنیا
راز کو راز ہی رکھو اسے افشا نہ کرو

یہ زمانہ کوئی وقعت نہیں دے گا تم کو
خود سے کمتر کسی انسان کو سمجھا نہ کرو

راس آتی نہیں کم ظرف کو عزت ثاقب
اس کی اوقات سے بڑھ کر اسے سمجھا نہ کرو

قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے

(علامہ اقبالؒ)

بقیہ: خبریں

بھکر کے تمام قادیانی ملازمین اس مقدمہ میں قادیانیوں کی بھرپور امداد کر رہے ہیں۔ اور بشیر احمد سنوری لائن سپرنٹنڈنٹ واپڈا اس معاملے میں پیش پیش عدالت سے باہر موجود تھا۔

ربوہ کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں

عالمی مجلس گوجرانوالہ کے اجلاس کا مطالبہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک اجلاس مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد کی زیر صدارت دفتر ختم نبوت میں منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ربوہ کی زمین انجمن احمدیہ کے نام سے منسوخ کر کے ربوہ کے موجودہ قابضین کے نام الاٹ کر کے حقوق ملکیت دیئے جائیں نیز ربوہ کے مسلمان اور علاقہ کے مسلمانوں کے لئے ربوہ میں صنعتی یونٹ لگائے جائیں تاکہ مسلم کالونی کے آباد کاروں کی معاشی مشکلات کا ازالہ ہو سکے۔

بقیہ: میں نے مرزائیت کیوں چھوڑی

نہ جانے اب تک کتنے کمزور ایمان لوگ اس ارتداد کے گڑھے میں گر چکے ہوں گے۔

سوال: بھٹو صاحب کے دور میں تحفظ ختم نبوت تحریک کے وقت ہمارے گاؤں کے اکثر مرزائی مسلمان ہو گئے تھے لیکن بعد میں پھر گئے۔ ربوہ سے ان پر پریشر ڈالا گیا۔ آپ بھی پرانے خادم تھے کیا آپ کو دوبارہ مجبور نہیں کیا گیا؟

جواب: دراصل وہ منافقت سے مسلمان ہوئے تھے در پردہ وہ قادیانی ہی تھے جب تحریک ختم ہو گئی تو وہ پھر ظاہر ہو گئے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میرے لئے بہت کوششیں کی گئیں ابھی حال ہی میں ربوہ سے میرے پاس تین مبلغ آئے تھے لیکن وہ مجھے کیا سمجھا سکتے ہیں میں نے دلائل سے ان کا [illegible]

کچا کر دیا۔ اور وہ شرمندہ ہو کر چلے گئے۔

دراصل ان لوگوں نے پرانا لٹریچر اور ان کے پیشروؤں کی جو نقلی ہوئی کتابیں ہیں اسے یا تو ضائع کر دیا ہے۔ اور یا پھر چھپا کر رکھ دیا ہے اور اب انہوں نے نیا لٹریچر اور ترمیم شدہ کتابیں چھاپی ہیں چنانچہ اب جب انہیں ٹوکا جاتا ہے تو وہ اپنی نئی کتابیں پیش کرتے ہیں جو ترمیم شدہ ہیں اور ہمیں جھوٹا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سوال: کیا آپ ملک اور بیرون ملک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام سے اور مشن سے مطمئن ہیں؟

جواب: جی ہاں! میں سمجھتا ہوں کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہت اعلیٰ درجے پر کام کر رہی ہے اور ان کا کام بہت اچھا جا رہا ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور یہ طاغوتی قوتوں کے خلاف برسرپیکار رہیں۔

(آمین)

بقیہ: قادیانی بلیوپرنٹ

منشاء کو کسی نے گھر سے باہر رابطہ ہی نہ کیا پھر ایک صاحب آئے ہالہ کے بھائی کے حوالے سے اپنا تعارف کرتے ہوئے شہباز کو بتایا کہ ہالہ اور عائشہ دونوں گرفتار ہیں اور کمپنی کا مالک ظفر احمد خان بھی وہاں ہی ہے یہ خبر شہباز پر بجلی بن کر گری۔ پھر وہ کسی طرح گھر پہنچے انہیں کچھ ہوش نہیں رات تین بجے کے قریب پولیس سے رابطہ کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ عائشہ کے بلیو پرنٹ کی ویڈیو کیسٹ بنی ہوئی ہے عائشہ کے والد شہباز پولیس اسٹیشن تھے اس دوران ظفر احمد خان کے وکیل نفیر اے ملک نے عائشہ کے گھر فون کیا اور اس کی والدہ سے کہا آپ فکر نہ کریں یہ کیس میں سنبھال لوں گا۔ آپ وکالت نامے پر دستخط کر دیں۔

عائشہ کے والد جب پولیس اسٹیشن سے واپس آئے تو انہیں نفیر اے ملک کے فون کا ذکر کیا گیا لیکن انہوں نے اپنے ایک جاننے والے ایڈووکیٹ عزیز سے عائشہ کی ضمانت کے لیے رابطہ کیا۔ پولیس جب ریمانڈ لینے کے لئے ملزمان کو عدالت میں لے گئی تو وہاں بھی ملزم ظفر احمد خان اور ایڈووکیٹ نفیر اے ملک نے کوشش کی کہ عائشہ کے لیے کوئی دوسرا وکیل نہ کیا جائے اس دوران عائشہ کے والد کو ظفر احمد خان نے کہا کہ آپ کمپنی دفتر جائیں اور جن لوگوں سے کاروباری لین دین ہے وہ کریں ملازموں کی تنخواہیں ادا کریں اس وقت تو شہباز احمد خان نے ظفر احمد خان کو کوئی جواب نہ دیا وہ جانتے تھے کہ یہ باتیں محض ظفر احمد خان نے اس لئے کی ہیں تاکہ وہ یہ ثابت کر سکے کہ ہم سب اس کاروبار میں شریک ہیں۔

(ماخوذ از ماہنامہ نیشنل ٹائمز لاہور دسمبر ۱۹۹۰ء)

بقیہ: منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ

زخم کی کئی خطرات بڑھتے گئے اور قلبی سکون وشادمانی کچھ اور نکھر گیا جب حضورؐ کی وفات کا جاں گداز واقعہ پیش آیا اور ٹوٹ لوٹے زخم کی کرچیں مسکرانے والے چہرے اس ایک زخم پر شدت درد سے زرد ہو گئے تو کسی کے نوکیلی سینے سے ہوک اٹھی اور یہ آواز معن بن عدی کے کانوں میں آئی:۔ کیا اچھا ہوتا اگر ہم آپ کے سامنے ہی مر گئے ہوتے؟

میں یہ نہیں چاہتا ،، معن بن عدی کی بے قرار چیخ ایک نعرہ پرشوق میں ڈھلتی گئی ”بس نو عدی کا بیٹا یہ نہیں چاہتا۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ حق کی شہادت دیتے ہوئے جس طرح رسول خدا کی پاک زندگی میں زخم کھائے تھے وصال کے بعد بھی یہ زخم کھاتا چلوں کھاتا رہوں اور جب آخرت میں خدا کے رسولؐ سے ملاقات ہو، تو عرض کر سکوں کہ آپؐ کے پیچھے محمدؐ غلام آپؐ کی تصدیق کا فرض ادا کرتا رہا۔

اس پر سارا ماحول پکار اٹھا۔“ہاں ”ہم سب بھی اور صرف یہی چاہتے ہیں۔

بقیہ: اسلامی اخوت

غلام تھے۔ لیکن اسلام نے انہیں حاکم بنایا فرمانروا بنایا۔ یہاں تک کہ شرفاء کو ان کی اطاعت کا شرف بخشا یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ اس لئے کہ اسلامی فطرت کے ارشادات کانوں نے سنے۔ افعال و اعمال نظروں نے دیکھے اور قلوب میں ایسے پیوست ہوئے کہ پھر نہ نکلے۔ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کے اس سبق کو فراموش کرا دیا'

بقیہ: اسوۂ رسول ﷺ

تو مرعوب ہو جاتا لیکن جیسے جیسے آشنا ہوتا جاتا آپؐ سے محبت کرنے لگتا۔

حضرت ہند ابن ابی ہالہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آغوش کے پروردہ تھے۔ وہ بیان کرتے تھے کہ آپؐ نرم خو تھے۔ کسی چیز کو برا نہ کہتے تھے البتہ اگر کوئی امر حق کی مخالفت کرتا تو آپؐ کو غصہ آ جاتا اور حق کی پوری حمایت کرتے اپنے ذاتی معاملے میں کبھی آپؐ کو غصہ نہیں آتا تھا اور نہ کسی سے انتقام لیا کرتے تھے کبھی تمام عمر ان میں ایک ذرہ فرق پیدا نہیں ہوا۔ عدل و انصاف سے کام لیتے تھے۔ اکثر یہ معمول تھا کہ اگر نقدی موجود ہوتی تو جب تک کل خیرات نہ کر دی جاتی گھر میں آرام نہ فرماتے۔ آپؐ کے اخلاق و عادات میں جو وصف سب سے زیادہ نمایاں تھا اور جس کا اثر ہر موقع پر کام آتا تھا وہ ایثار تھا اولاد سے آپؐ کو بے انتہا محبت تھی۔ آپؐ میں قناعت و مہمان نوازی حد درجہ تک تھی۔ دوست احباب سے تحفے قبول فرما لیتے تھے بلکہ آپؐ نے اس کو محبت کا بہترین ذریعہ فرمایا۔ کبھی کسی کا احسان گوارا نہ فرماتے۔ آپؐ کی نظر میں امیر غریب صغیر و کبیر آقا و غلام سب برابر تھے۔ گھر کا کام کاج خود کرتے۔ کپڑوں میں پیوند لگاتے گھر میں جھاڑو خود دیتے غلام و مسکینوں کے ساتھ بیٹھتے ان کے ساتھ کھانا کھاتے کوئی پرہیز نہ کرتے۔ شرم و حیا کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ دوسروں کے کام کر دینے میں خوشی محسوس کرتے۔ ابتداء سے انتہا تک اسلام کا کارنامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم و استقلال کا مظہر ہے۔ آپؐ شجاعت کا پیکر تھے۔ سینکڑوں مصائب و خطرات اور بیسیوں معرکے اور غزوات پیش آئے لیکن پامردی اور ثبات کے قدم نے کبھی لغزش نہیں کھائی۔ راست گفتاری، ایفائے عہد، زہد و قناعت، عفو و حلم جیسی صفات جسد کے آپؐ پیکر تھے۔

غریبوں اور محتاجوں کے ساتھ نہایت محبت سے پیش آتے تھے۔ دشمنوں کے حق میں بھی دعائے خیر کرتے تھے اور حیوانات پر بھی رحم فرماتے تھے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک تمام دنیا کے لیے رحمت بن کر آئی تھی۔ آپؐ نہایت رحم دل اور رقیق القلب تھے۔ بیماروں کی عیادت میں دوست دشمن مومن و کافر کسی کی تفریق نہ تھی۔ بیمار کی عیادت کا بہت اچھی طرح خیال رکھا کرتے تھے۔ کبھی کبھی ظرافت کی باتیں بھی فرماتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیم کے طریقوں پر ایک نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنی تعلیم میں سختی اور نرمی کے موقع و محل کو خوب پہچانتے تھے اور اس پر عمل فرماتے تھے۔ حقوق و فرائض، فضائل اخلاق اور آداب کے سلسلے میں آنحضرتؐ کی جامع تعلیمات موجود ہیں جن کو تفصیل کے ساتھ یہاں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

ہوشیار
ہوشیار

قادیانیوں نے خواتین میں اپنا ارتدادی زہر پھیلانے کے لئے ایک ماہنامہ "مسرت ڈائجسٹ" کے نام سے گذشتہ پانچ سالوں سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس کا نوٹس لیا ہے اور وقتاً فوقتاً حکومت سے بھی مطالبہ کیا جاتا رہا ہے کہ اس پر پابندی لگائی جائے لیکن ابھی تک حکومت اس سلسلے میں خاموش ہے۔

یہ ڈائجسٹ نہ صرف فحاشی پھیلا رہا ہے بلکہ ڈائجسٹ کی آڑ میں قادیانیت کی تبلیغ کر رہا ہے۔

لہٰذا ہم پاکستان کے تمام مسلمانوں سے گزارش کرتے ہیں کہ اس ڈائجسٹ کو ہرگز نہ خریدیں اور کارکنان ختم نبوت اپنے اپنے علاقوں میں اس پر نظر رکھیں اور لوگوں کو آگاہ کریں۔

منجانب
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة

قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ

غیرتِ ایمانی کا تقاضا

قادیانی، اسلام اور ملک کے دشمن ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کا رشتہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ کر مسیلمہ پنجاب مرزا غلام قادیانی سے جوڑ دیا جائے۔ ہر قادیانی چاہے وہ ملازم ہو، دوکاندار ہو، تاجر ہو یا کسی بھی پیشے سے متعلق ہو وہ سب سے پہلے اپنی جماعت کا وفادار ہوتا ہے بعد میں کسی اور کا۔

یاد رکھیئے!

ہر قادیانی اپنی آمد کا دس فیصد اپنے مرکز میں جمع کراتا ہے اور اسی رقم کو قادیانی مسلمانوں کو مرتد بنانے میں استعمال کرتے ہیں۔ اگر آپ قادیانیوں کے ساتھ کاروبار کر رہے ہیں اور لین دین کر رہے ہیں تو گویا مسلمانوں کو مرتد بنانے میں آپ بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں۔

لہٰذا!

غیرت ایمانی کا تقاضا ہے کہ تمام مسلمان، قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کریں۔ اپنے اپنے علاقہ میں مسلمانوں کو قادیانیوں کی دوکانوں اور ان کے کاروباری اداروں سے آگاہ کریں اور مسلمانوں کو قادیانیت کی حقیقت سے آگاہ کریں اور انہیں قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

آپ بھی اپنے علاقے سے قادیانی دکانداروں، اداروں اور فیکٹریوں وغیرہ کے پتے ہمیں ارسال کریں۔
لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ ان کا قادیانی ہونا مصدقہ ہونا چاہیئے۔